ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

24

www.tanzeem.org

17 تا 23 رمضان المبارک 1438ھ / 13 تا 19 جون 2017ء

اس شمارے میں

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا ......

روزہ اور قرآن کا باہمی تعلق

شامی مہاجرین اور ترک انصار

مطالعۂ کلام اقبال

دو روزے

اپنا اپنا فرض ادا کیجیے!

اعتکاف کی فضیلت و احکام

رمضان اور شب قدر

احکم الحاکمین کا دربار عالی شان اور......

روزے کا دین میں مقام

یہ ایک فطری سی بات ہے کہ جس امت پر اللہ کے نظام کو دنیا میں قائم کرنے اور اس کے ذریعہ نوعِ انسانی کی قیادت کرنے اور انسانوں کے سامنے حق کی گواہی دینے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ فرض کیا جائے، اس پر روزہ فرض ہو! روزہ ہی سے انسان میں محکم ارادے اور عزم بالجزم کی نشونما ہوتی ہے۔ روزہ ہی وہ مقام ہے جہاں بندہ اپنے رب سے اطاعت و انقیاد کے ساتھ مربوط ہوتا ہے۔ پھر روزہ ہی وہ عمل ہے جس کے ذریعے انسان خدا کی رضا اور اجر آخرت کے لیے تمام جسمانی ضرورتوں پر قابو پاتا اور تمام دشواریوں اور زحمتوں کو برداشت کرنے کی قوت حاصل کرتا ہے۔

اس فریضہ کا اولین مقصود تقویٰ، صفائے قلب، احساسِ ذمہ داری اور خشیت الٰہی کے لیے دلوں کو تیار کرنا ہے۔ تقویٰ دل میں زندہ و بیدار ہو تو مومن اس فریضہ کو اللہ کی فرمانبرداری کے جذبے کے تحت اس کی رضا جوئی کے لیے ادا کرتا ہے۔ تقویٰ ہی دلوں کا نگہبان ہے۔ وہی معصیت سے روزے کو خراب کرنے سے انسان کو بچاتا ہے، خواہ یہ دل میں گزرنے والا خیال ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن کے اولین مخاطب جانتے تھے کہ اللہ کے یہاں تقویٰ کا کیا مقام ہے اور اس کی میزان میں تقویٰ کا کیا وزن ہے۔ یہ ان کی منزل مقصود تھی، جس کی طرف ان کی روحیں لپکتی تھیں۔ روزہ اُس کے حصول کا ذریعہ اور اس تک پہنچانے کا راستہ ہے۔ قرآن اس تقویٰ کو منزل مقصود کی حیثیت سے ان کے سامنے رکھتا ہے، تاکہ روزے کے راستے سے وہ اس منزل کا رُخ کر سکیں۔

سید قطب شہیدؒ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ مریم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 23, 24

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾

آیت ۲۳ ﴿فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ﴾ ”پھر لے آیا اسے دردِزہ ایک کھجور کے تنے کے پاس۔“

ولادت کے وقت جب دردِزہ کی شدت بڑھی تو حضرت مریم نے سہارے کے لیے ایک کھجور کے تنے کو مضبوطی سے پکڑلیا۔ یہ درد کی شدت کو برداشت کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

﴿قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾﴾ ”(اس کیفیت میں) اُس نے کہا: کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور ایک بھولی بسری چیز ہوچکی ہوتی۔“

اللہ کی وہ بندی ممکنہ اندیشوں سے کانپ رہی تھی کہ اب میں اس بچے کا کیا کروں گی؟ لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں گی؟ دنیا کیا کہے گی؟ کاش یہ وقت آنے سے پہلے ہی مجھے موت آ گئی ہوتی۔

آیت ۲۴ ﴿فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ﴾ ”تو اُس نے پکارا اسے اس کے نیچے سے“

یہاں عام مفسرین کا خیال یہ ہے کہ جس فرشتے نے پہلے بشارت دی تھی اسی نے اب بھی انہیں آواز دی۔ مِنْ تَحْتِهَآ کا مفہوم یہی لیا گیا ہے کہ اس وقت حضرت مریم نسبتاً بلند جگہ پر ہوں گی اور وہ فرشتہ ذرا نشیب میں ہوگا۔ لیکن مِنْ تَحْتِهَا کی ایک قراءت مَنْ تَحْتَهَآ بھی ہے یعنی اسے پکارا اُس نے جو اس کے نیچے تھا۔ اس ترجمے کے مطابق مفہوم یہ ہوگا کہ ولادت کے فوراً بعد بچہ بول پڑا اور میں یہاں اسی مفہوم کو ترجیح دیتا ہوں۔ اس لیے کہ اگر اس وقت بچے نے کلام نہ کیا ہوتا تو حضرت مریم کو کیسے یقین آتا کہ یہ بچہ لوگوں کے سوالات کا خود ہی جواب دے گا اور وہ بچے کو لے کر لوگوں کے سامنے آنے پر کیونکر تیار ہو جاتیں۔ بہر حال وہ جو نیچے تھا اس نے آپ کو پکار کر کہا: ﴿اَلَّا تَحْزَنِيْ﴾ ”کہ آپ غمگین نہ ہوں“

اگر یہ حضرت مسیح علیہ السلام یعنی نومولود ہی کا کلام ہے تو گویا آپ اپنی والدہ کو تسلی دے رہے ہیں کہ امی جان! آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔

﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾﴾ ”(دیکھئے) آپ کے ربّ نے آپ کے (قدموں کے) نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے۔“

فرمان نبویؐ

تقویٰ اور حسن اخلاق

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) (رواۃ الترمذی)

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھا کرو اور گناہ کے بعد نیکی کر لیا کرو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا ڈالے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے اور اللہ کی رضا میں اپنی رضا سمو دینے کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو (اور جس حال میں ہو) اللہ کا تقویٰ اختیار کرے کہ اس طرح وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔ شیطان کا وار اُس پر اثر نہیں کرے گا۔ اگر کہیں غفلت میں مبتلا ہو کر اُس سے گناہ کا صدور ہو جائے تو فوراً نیکی کا کام کرے اس لئے کہ نیکیاں بہت سے صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ معاشرتی زندگی میں بندۂ مومن کی بہترین صفت حسن اخلاق ہے سو حکم ہے اعلیٰ اخلاق کو اختیار کیا جائے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
17 تا 23 رمضان 1438ھ جلد 26
13 تا 19 جون 2017ء شمارہ 24
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا ....

جنگیں ازل سے انسانی زندگی کا حصہ رہی ہیں۔ پھر سیاسی ارتقاء کے نتیجہ میں جب دنیا میں بڑی بڑی ریاستیں اور مملکتیں قائم ہوئیں تو اکثر جنگیں کشور کشائی کے لیے لڑی گئیں جو تاریخ کی کتب میں بڑی تفصیل سے درج ہیں۔ تاریخ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے گزشتہ دو اڑھائی ہزار سال سے بعض قوتیں خود براہِ راست جنگ کرنے کی بجائے دوسروں کو لڑاتی رہیں کبھی ایک ملک اور سلطنت کا ساتھ دے کر دوسرے ملک سے جنگ کی گئی اور کبھی جنگ کرنے والے دونوں ممالک کی حوصلہ افزائی بلکہ پشت پناہی کی گئی۔ گزشتہ صدی میں ہونے والی جنگوں اور اس صدی میں ہونے والے کشت وخون سے بھی یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے۔

جنگ عظیم اوّل 1914ء میں جرمنی اور برطانیہ کے درمیان شروع ہوئی۔ اس وقت امریکہ کے صدر روڈرو ولسن تھے، وہ اڑھائی سال تک یہ کوشش کرتے رہے کہ امریکہ کو جنگ سے الگ رکھا جائے لیکن پے در پے ایسے واقعات یورپ میں ہوئے کہ امریکہ کی ناراضگی جرمنی سے بڑھتی چلی گئی۔ پھر شمالی اوقیانوس میں جرمن یوبوٹس نے امریکی تجارتی جہازوں کو ڈبونا شروع کیا تو صدر ولسن نے کانگریس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں جنگوں کو ختم کرنے کے لیے ایک جنگ کرنا پڑے گی اور 7 دسمبر 1917ء کو امریکہ نے آسٹریا اور ہنگری کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے وقت امریکہ کے صدر روز ویلٹ تھے انہوں نے عوام سے واضح وعدہ کیا کہ وہ امریکہ کو جنگ سے الگ رکھیں گے لیکن پے در پے واقعات ایسے ہوئے کہ امریکہ جنگ میں کودنے پر مجبور ہوا۔ خاص طور پر پرل ہاربر پر حملہ امریکہ کو جنگ میں گھسیٹ لایا۔ دوسری جنگ عظیم برطانیہ نے بیک وقت جیتی اور ہاری۔ جیت یہ تھی کہ جرمنی مکمل طور پر شکست کھا گیا ہٹلر نے خودکشی کر لی اور برطانیہ دنیا کے سامنے فاتح کی حیثیت سے سامنے آیا اور ہاری اس طرح کہ گریٹ بریٹن خود کو اوّلین عالمی طاقت کی حیثیت سے سنبھال نہ سکا اور عالمی طاقت کا مرکز لندن سے واشنگٹن منتقل ہو گیا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جنگیں کرانے والوں کا اصل مقصد ہی یہ تھا کہ اب وہ لندن کی بجائے واشنگٹن کو قوت کا عالمی مرکز بنانا چاہتے تھے۔

جنگ عظیم دوم کے نتیجہ میں جو دوسری قوت ابھری تھی وہ سوویت یونین تھا۔ یعنی دنیا بائی پولر ہو گئی لیکن اس جنگ میں بے مثل کامیابی سے امریکہ کے سر پر واحد سپریم قوت بننے کا بھوت سوار ہو گیا۔ اپنے اس ایجنڈے کی تکمیل کے راستے میں اسے اشتراکیت، زرد تہذیب اور اسلامی تہذیب رکاوٹ دکھائی دیں۔ ان میں سب سے بڑا اور مضبوط حریف اشتراکی نظام کا حامی سوویت یونین تھا۔ نظریاتی سطح پر بھی اشتراکیت نے دنیا کے ایک بڑے حصے کو متاثر کیا تھا اور امریکہ کا سرمایہ دارانہ نظام اس سے شدید خطرہ محسوس کرتا تھا۔ امریکہ نے عالم اسلام کو اپنے ساتھ ملایا اور مذہبی نظریات کو بنیاد بنا کر بے خدا سوویت یونین پر مختلف اطراف سے حملہ آور ہوا اور بالآخر کامیاب ہوا۔ سوویت یونین شکست وریخت سے دوچار ہوا اور اشتراکیت کا جنازہ اٹھ گیا۔ امریکہ نے اس شاندار کامیابی پر فوراً یوٹرن لیا اور اپنے ہی حلیف عالم اسلام پر حملہ آور ہوا۔ عالم اسلام کے حکمرانوں میں لڑنے کی سکت نہ تھی۔ ان میں سے اکثر لڑے بغیر سرنگوں ہو گئے لیکن امریکہ کو معلوم تھا کہ مسلمان حکمران اپنے عوام کی نمائندگی نہیں کرتے۔ وہ جانتا تھا کہ راکھ کے

اس ڈھیر میں کچھ چنگاریاں ہیں جو کسی وقت نہ صرف ان بزدل حکمرانوں کی سیاسی موت کا باعث بن سکتی ہیں بلکہ اس کی عالمی شہنشاہیت کو بھی خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ یہ قوت نہ کسی ریاستی صورت میں تھی نہ اس کی جغرافیائی حدود مکمل طور پر معین تھیں لہٰذا دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر ایک جنگ کا آغاز کیا نائن الیون اس کا نکتہ آغاز تھا۔ اس کو بنیاد بنا کر افغانستان پر حملہ کیا گیا۔ یورپ نے اس معاملے میں امریکہ کا ساتھ دیا لیکن افغانستان کا کمبل اب پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔ افغانستان کا معاملہ امریکہ کے لیے کچھ اس طرح کا بن گیا ہے کہ نہ اُگلے بنے نہ نگلے۔ یورپ اس جنگ سے تنگ آ کر اس سے اپنا دامن چھڑانا چاہتا ہے لیکن یورپ کے بہت سے مفادات امریکہ سے وابستہ ہیں۔ افغانستان بہت سے حوالوں سے امریکہ کے لیے اہم ہے۔ علاوہ ازیں شہنشاہِ عالم کی ناک کا مسئلہ بھی بن چکا ہے۔ لہٰذا امریکہ آگ مزید بھڑکا رہا ہے۔ یورپ کو دہشت گردی کی جنگ میں اپنے ساتھ باندھے رکھنے کے لیے یورپ میں جو دہشت گردی کے واقعات کروائے گئے اس کو مختصر طور پر دہرانا قارئین کی یاددہانی کے لیے ضروری ہے۔ نومبر 2015ء میں پیرس میں دہشت گردی میں 130 افراد مارے گئے، 368 زخمی ہوئے۔ 22 مارچ 2016ء کو برسلز میں دہشت گردی کا ارتکاب ہوا جس میں 35 افراد مارے گئے اور 340 زخمی ہوئے۔ دسمبر 2016ء میں میونخ میں دہشت گردی ہوئی' 20 مارے گئے 30 زخمی ہوئے۔ اپریل 2017ء میں لندن، مئی 2017 مانچسٹر اور گزشتہ ہفتہ لندن میں دہشت گردی کے واقعات ہوئے۔ لندن میں ہونے والے آخری واقعہ میں ایک ایسا ملزم بھی سامنے آیا جو ایم آئی فائیو کی نگاہ میں پہلے ہی تھا۔ گویا گزشتہ صدی میں یورپ کی جنگ میں امریکہ کو دھکیلا گیا تھا۔ اور اکیسویں صدی میں امریکہ یورپ کو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں دھکیل رہا ہے۔ یا یوں کہہ لیجیے جنگوں میں دھکیلنے والی قوت جس کا ذکر ہم نے آغاز میں کیا تھا وہ قوت امریکہ اور یورپ کو عالم اسلام کے خلاف جنگ میں استعمال کرنا چاہتی ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ممکن ہے کہ بعض مسلمان تنظیمیں دشمن کی پالیسی کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے ٹریپ ہوئی ہیں اور انہوں نے دہشت گردی کی وارداتوں کا ارتکاب کیا ہو' جس سے عام شہری مارے گئے ہوں لیکن شواہد موجود ہیں کہ زیادہ تر واقعات میں امریکہ اور یورپ خود ملوث ہیں۔ امریکہ کے نئے صدر ڈونلڈ ٹرمپ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اس منصوبہ پر عمل درآمد کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو تقسیم کرو' ان کو اسلحہ فروخت کرو اور پھر اسی اسلحہ سے انہیں لڑاؤ۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے دورۂ سعودی عرب کے بعد سنّی اور شیعہ کی تقسیم واضح ہوئی۔ عرب سربراہی کانفرنس میں اہل تشیع کو الگ کر دیا گیا۔ اب سنی دنیا میں مزید تقسیم کے لیے قطر کو باقی عرب دنیا سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اسلامی دنیا میں تین ممالک کی افواج کو مضبوط سمجھا جاتا ہے پاکستان' مصر اور ترکی۔ مصر میں فوجی حکمران ہیں جو امریکہ ہی نہیں اسرائیل کی غلامی بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ پاکستان بدترین داخلی انتشار کا شکار ہے اور دشمن اسے ٹارگٹ کیے ہوئے ہیں۔ حکمران انتہائی short sighted ہیں۔ علاوہ ازیں پانامہ لیکس کی وجہ سے متنازعہ بھی ہو چکے ہیں۔ صرف ترکی کے حکمران اردگان کچھ حوصلہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے قطر میں فوجیں بھیجنے کا اعلان کر دیا ہے اور خلیج کے بحران کے حوالے سے امریکہ اور عرب ممالک کے خلاف ایک اتحاد بنانے کی کوشش میں ہیں جس میں چین اور روس کو شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں ایک بات کا اعادہ ضروری ہے کہ اسلامی ممالک کے عوام اپنے حکمرانوں کی امریکہ و یورپ دوستی یا غلامی کی پالیسی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھ رہے۔ آنے والے وقت میں جو جنگ ہوتی نظر آ رہی ہے، اس میں امریکہ اور یورپ کی اسلحہ اور ٹیکنالوجی کی برتری واضح ہے۔ مسلمان بہت کمزور ہیں اور ان کے حکمران مخلص نہیں۔ لیکن دنیا میں اس وقت پونے دو ارب مسلمان موجود ہیں۔ اتنی بڑی تعداد کو ختم کر دینا آسان نہیں ہوگا پھر یہ کہ یہ مسلمان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ مرتے مرتے بھی اپنے دشمنوں کو بہت نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پاکستان اگرچہ انتشار اور غفلت کا شکار ہے لیکن ایک ایٹمی قوت ہے۔ حال ہی میں ایک دانشور نے اخبار میں لکھا ہے جس کا عنوان ہے ''موت ہماری طرف بڑھ رہی ہے'' ہم اُن سے اتفاق کرتے ہوئے اضافہ کریں گے کہ صرف ہماری طرف نہیں بلکہ دنیا کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور چونکہ ہادی برحق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے ساری دنیا پر آپ ﷺ کی اُمت کی حکومت قائم ہوگی لہٰذا اس کے باوجود کہ زمینی حقائق مسلمانوں کے لیے تباہ کن اور بربادی کے نظر آتے ہیں' ہم توقع کرتے ہیں کہ بالآخر مستقبل کی اس جنگ سے خیر برآمد ہوگا اور اللہ کوئی راستہ نکال دے گا اور امت مسلمہ کو کوئی ایسا بے مثل لیڈر عطا فرمائے گا جس کی قیادت میں وہ کفار سے جنگ کر کے سرخرو ہوں گے۔ اس لیے کہ آپؐ کی پیش گوئی کو بہرحال سچ ثابت ہونا ہے۔ ہمارے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بالفاظ دیگر مؤمن بنایا جائے۔ جو شخص' گروہ یا جماعت مسلمانوں میں دعوت اور اقامت دین کے لیے جدوجہد کرے گی۔ مستقبل کی جنگ کا جو بھی نتیجہ نکلے وہ آخرت میں سرخرو ہوں گے۔ جنت اُن کا مقام ہوگا اور وہ مقربین میں شامل ہوں گے کہ اُنہوں نے اس فتنہ کے دور میں اللہ اور رسولؐ کے احکامات کی بجا آوری کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ العنکبوت میں فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے ہم لازماً ان کی راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف۔ اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

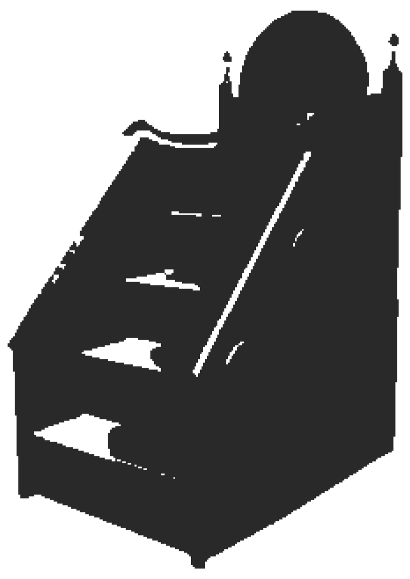

روزہ اور قرآن کا باہمی تعلق

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 26 مئی 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

حضرات محترم! گزشتہ شمارے میں ہم نے استقبال رمضان کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے انتہائی اہم اور جامع خطبہ کا مطالعہ کیا تھا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ رمضان کی برکات سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کے لیے انسان ذہنی طور پر تیار ہو جائے۔ کیونکہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے انسان اگر ذہنی طور پر تیار نہ ہو تو وہ کام بھرپور طریقے سے سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ اگر کوئی بہت ہی اہم کام سرانجام دینا ہو تو اس کے لیے پہلے سے ذہنی تیاری اور منصوبہ بندی کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کی زندگی میں رمضان سے بڑھ کر اہمیت، فضیلت، برکتوں، رحمتوں اور مغفرتوں کے لمحات اور کون سے ہو سکتے ہیں کہ جس میں ہر نیک عمل کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھ جاتا ہے، ہر سنت اور نفل کا ثواب فرض کے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور ہر فرض عمل کا ثواب 70 گناہ بڑھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس ماہ مبارک کی ایک رات (لیلۃ القدر) کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ماہ رمضان کو نیکیوں کا موسم بہار کہا جاتا ہے۔ اگر انسان اس مبارک ماہ سے بھرپور استفادہ کرے تو نہ صرف یہ کہ اس کی زندگی کا مقصد پورا ہو جاتا یعنی وہ دنیا کی زندگی کے اس مشکل ترین امتحان میں کامیاب ہو سکتا ہے بلکہ آخرت کی دائمی زندگی میں بھی کامیاب و کامران ہو کر انعامات کا مستحق بن سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ اس ماہ مقدس کے ایک ایک لمحہ کو قیمتی جانتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ کی کوشش کی جائے۔ دن کو مکمل آداب و شرائط کی پابندی کے ساتھ روزہ رکھا جائے اور رات کے زیادہ سے زیادہ حصے میں اللہ کے حضور کھڑے ہو کر قرآن کے ساتھ وقت گزارا جائے۔ کیونکہ روزہ اور قرآن کا آپس میں ایک بنیادی تعلق ہے۔ سورۃ البقرۃ کے 23 ویں رکوع میں جہاں روزہ کی فرضیت کا ذکر ہے وہاں اصل تعارف قرآن کا ہے۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾

”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا“

ویسے تو بارہ مہینے اللہ کے ہی ہیں لیکن ان میں رمضان کو فضیلت اس لیے حاصل ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا۔ گویا کہ رمضان کی اصل فضیلت نزولِ قرآن کی وجہ سے ہے۔ ہمارے ذہنوں میں رمضان کے ذکر کے ساتھ ہی

مرتب: ابو ابراھیم

فوراً روزہ کا خیال آتا ہے حالانکہ یہاں رمضان کے ذکر میں سب سے پہلے قرآن کا ذکر ہو رہا ہے اور اس کے بعد یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ قرآن کتنی عظیم نعمت ہے۔

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾

”لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔“

دنیا کی زندگی میں اصل میں انسان کا امتحان ہو رہا ہے اور اسی امتحان پر انسان کے اصل مستقبل یعنی اُخروی زندگی کا دارومدار ہے۔ یہ امتحان بہت ہی حساس نوعیت کا ہے کیونکہ ایسا نہیں ہے کہ اگر ناکام بھی ہو گئے تو دنیا کی زندگی کی طرح ذرا کمتر لیول پر زندگی گزار لیں گے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر ناکام ہو گئے تو دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا اس کڑے امتحان میں کامیابی کے لیے ہمیں ہدایت اور راہنمائی کی سخت ضرورت ہے اور قرآن حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ اُتارا گیا ہے۔ اس کی ہر ہر آیت میں حق و باطل کے درمیان فرق کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے اور اس کی سورتوں میں مختلف اسالیب اور پیرایہ میں حق بات کی بار بار یاددہانی کرائی گئی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ﴾ ”تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے“۔ (البقرہ: 185)

گویا روزے کی فرضیت کے اس حکم میں اصل اہمیت قرآن کی عظمت اور فضیلت کی ہے اور قرآن ہی یہاں مقدم ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اور قرآن کا ایک خاص تعلق ہے۔ یعنی جتنی اہمیت رمضان میں روزہ رکھنے کی ہے، اسی قدر رمضان کی راتوں میں قرآن پاک پڑھنے، سننے اور اس پر غور و فکر کرنے کی ہے۔ یہی وجہ ہے حضور نبی اکرم ﷺ رمضان کی راتوں میں قرآن کے ساتھ قیام کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ خاص طور پر رمضان کے آخری عشرے میں تو آنحضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی قیام کے لیے اُٹھاتے تھے۔ حالانکہ عام طور پر تہجد کے لیے اُٹھانا آپ ﷺ کا معمول نہیں تھا۔ لیکن رمضان میں آپ ﷺ اس کا خاص اہتمام فرماتے۔ کیونکہ اصل مقصود یہی تھا کہ مسلمان اسی طرزِ عمل کو اپنا کر دنیا کی زندگی کے اس کٹھن اور حساس امتحان میں کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) (رواہ البخاری ومسلم)

’’جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور اجرو ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے‘ اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے‘ اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر وثواب کی امید کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!‘‘

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا:

((اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ ‘ يَقُوْلُ الصِّيَامُ : اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ ‘ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ :مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ‘ فَيُشَفَّعَانِ)) (رواہ احمد والبیہقی)

’’روزہ اور قرآن (قیامت کے روز) بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے ربّ! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور خواہشاتِ نفس سے روکے رکھا‘ تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! اور قرآن یہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اسے رات کے وقت سونے (اور آرام کرنے) سے روکے رکھا‘ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی شفاعت بندے کے حق میں قبول کی جائے گی (اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا)۔‘‘

ہمارے ہاں بھی ایک شفاعت باطلہ کا تصور ہے کہ کوئی پیر، ولی، بزرگ بچا لے گا۔ ایسے ہی خیالات یہودیوں کے بھی ہوتے تھے۔ مگر قرآن میں فرمایا گیا:

﴿ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ ﴾ (البقرۃ:111) ’’یہ (محض) ان کی تمنائیں ہیں۔‘‘

یعنی ان من گھڑت خیالات کی کوئی حقیقت نہیں۔

حقیقت میں شفاعت کا حق اللہ نے جن کو دیا ہے، وہ ہیں روزہ، قرآن اور آنحضور ﷺ اور یہ شفاعت بھی اسی کے حق میں ہوگی جس کے حق میں اللہ کی طرف سے اجازت ہوگی۔ لہٰذا روزہ اور قرآن اسی کی شفاعت کریں گے جنہوں نے روزہ اور قرآن کا حق ادا کیا ہوگا۔ یعنی رمضان میں مکمل آداب و شرائط کے ساتھ دن کو روزہ رکھا ہوگا اور رات کو قرآن کے ساتھ قیام کیا ہوگا۔

چنانچہ روزہ اور قرآن کا تعلق اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ روزے کا اصل مقصود ہے تقویٰ۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (البقرۃ) ’’اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔‘‘

ایک تو روزے کی حالت میں ہم نے کھانا پینا چھوڑ کر اللہ کا حکم پورا کیا، اس کا اجر و ثواب الگ ہے لیکن روزے کا اصل فائدہ جس کی ہمیں انتہائی سخت ضرورت ہے اور اللہ نے ہماری اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دراصل روزے کی عبادت فرض کی ہے، وہ اہم ضرورت ہے تقویٰ۔ قرآن مجید کی بیشتر سورتوں کا مرکزی مضمون یہی ہے کہ جنت میں داخلہ صرف اسی کو ملے گا جس میں کچھ نہ کچھ تقویٰ ہوگا۔

﴿ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ (اٰل عمران) ’’وہ تیار کی گئی ہے اہل تقویٰ کے لیے۔‘‘

روزہ ایک طرح کی ٹریننگ ہے جس میں انسان اللہ کی رضا کی خاطر اور اللہ کا حکم مانتے ہوئے حلال چیزوں سے بھی بچتا ہے۔ اس طرح انسان میں گناہوں اور معصیت سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی روزے کی عبادت کا حاصل تقویٰ ہے جو دنیا کے اس امتحان میں کامیابی کے لیے ضروری ہے اور قرآن مجید ہدایت ہے ان کے لیے جو متقین ہیں۔

﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴾ (البقرہ) ’’ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔‘‘

دن کا روزہ رکھنے سے انسان میں تقویٰ کی کیفیت

پریس ریلیز 9 جون 2017ء

خلیج کے بحران کو مذاکرات سے حل نہ کیا گیا تو یہ ایک المیہ ہوگا

حکومت پاکستان خلیجی بحران کے پُرامن حل کے لیے ہر ممکن کوشش کرے

اتفاق واخوت کا مظاہرہ کر کے اسلام دشمنوں کے عزائم ناکام بنائیں

حافظ عاکف سعید

خلیج کے بحران کو مذاکرات سے حل نہ کیا گیا تو یہ ایک المیہ ہوگا۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ٹرمپ کے سعودی عرب کے دورہ کے نتائج برآمد ہونا شروع ہو گئے ہیں پہلے مسلمانوں میں مسلک کی بنیاد پر تفریق پیدا کر کے ایران کو تنہا کیا گیا۔ اب قطر اور دوسرے عرب ممالک کے اختلافات سامنے آئے ہیں۔ صورتِ حال کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ سات عرب ممالک نے قطر سے سفارتی تعلقات منقطع کر لیے ہیں۔ قطر کی ایئرلائن ان ممالک کی فضا میں داخل نہیں ہوسکتی۔ قطر میں خوراک خاص طور پر دودھ کی قلت پیدا ہوگئی ہے۔ ترکی نے قطر کی حمایت میں فوج بھیجنے کا اعلان کر دیا ہے۔ گویا مسلمان ممالک ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ خلیجی بحران کے پُرامن حل کے لیے ہر ممکن کوشش کرے۔ اُدھر ایران میں پارلیمنٹ اور امام خمینی کے مزار پر حملہ سے اسلام دشمنوں کے عزائم کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے تمام مسلمان ممالک سے درخواست کی کہ وہ دشمنوں کے مکر کو سمجھنے کی کوشش کریں اور باہمی اتفاق واخوت کا مظاہرہ کر کے اسلام دشمنوں کے عزائم ناکام بنائیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

پیدا ہوگی تو رات کے قیام میں انسان قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرے گا اور یوں ہدایت پائے گا۔ جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو وہاں کی زبان اُس وقت عربی تھی۔ اس وقت جو قرآن سن رہا تھا وہ سمجھ بھی رہا تھا۔ لیکن ہم قرآن سنتے تو ہیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔ لیکن جن لوگوں میں تقویٰ کی کیفیت بیدار ہو تو وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تب قرآن ان کے باطن میں جذب ہو رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا تھا

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کُشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

بہرحال اسی لیے ہم کوشش کرتے ہیں کہ رمضان کی راتیں قرآن کے ساتھ ہی بسر ہوں۔ تاکہ اس ماہ مبارک کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔ اس مقصد کے لیے ہر سال کی طرح اس سال بھی تنظیم اسلامی کے تحت نماز تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرامز ملک بھر کے مختلف مقامات پر جاری ہیں جن کی تفصیل ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 21 میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم دنیا کے اس امتحان میں کامیابی کے لیے روزہ کے ذریعے تقویٰ کے حصول کے ساتھ ساتھ رات کے قیام میں قرآن سے ہدایت کے حصول کی بھی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کی تمام برکات سے پورے طور پر آداب وشرائط کے ساتھ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

دعائے مغفرت
انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ سابق ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اور سابق قیم تنظیم اسلامی پاکستان جناب قاضی عبدالقادر کے چھوٹے بھائی قاضی عبدالقدیر جو کانپور (انڈیا) میں مقیم تھے، کا چند روز قبل قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَادْخِلْہُ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

داستانِ ہجرت

شامی مہاجرین اور ترک انصار

حافظ اسامہ علی

فقراء مہاجرین کے خصوصی حق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ الحشر میں فرماتا ہے:

''(نیز یہ مالِ فے) ان حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں۔ (اور یہ مالِ فے) ان لوگوں کا حق ہے جو پہلے ہی سے اس جگہ (یعنی مدینہ میں) ایمان کے ساتھ مقیم ہیں۔ جو کوئی ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔ اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ اور (یہ مالِ فے) ان لوگوں کا بھی حق ہے جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرمائیے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے۔ اے ہمارے پروردگار! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں۔''

سرزمینِ شام میں بشارالاسد اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے مسلمانوں کا خون بے دریغ بہا رہا ہے، اور عالمی قوتیں اس آگ پر تیل چھڑک رہی ہیں۔ نہتے مسلمان عوام پر بمباری کی جا رہی ہے۔ زہریلی گیس کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ اندھا دھند قتل عام کیا جا رہا ہے۔ بربریت کا یہ عالم ہے کہ شام کے صرف ایک شہر حلب میں تین لاکھ مسلمان مارے جا چکے ہیں اور چالیس لاکھ سے زائد ہجرت پر مجبور ہو کر دیگر ملکوں میں در بدر ہو رہے ہیں۔ مسلم خواتین عصمت دریدہ اور بچے بے گھر و بے اماں ہیں۔ سادات و اشراف اور علماء و فقہاء کی اولاد اپنے مال و اسباب سے تہی دامن اپنے پڑوس میں ترک بھائیوں کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ ترک قوم نے تصور امت کو دوبارہ جلا بخشتے ہوئے انصارِ مدینہ کی یاد تازہ کر دی۔ مہاجرین کی بڑھ چڑھ کر امداد کرنے میں ترک شہریوں کا باہمی مقابلہ دیدنی ہے۔ ترک صدر رجب طیب اردگان کی جانب سے تیار کردہ رضا کاروں کی تنظیم IHH کا حسنِ انتظام حیران کن ہے۔ مہاجرین کی عزتِ نفس مجروح کیے بغیر ان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لیے محیر العقول کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ایک لاکھ روٹی کی یومیہ پیداوار کے کئی کارخانے، نئے کپڑوں کے ان گنت مراکز اور بچوں اور بڑوں کے لیے بے مثال تعلیمی ادارے ان کوششوں کی چند جھلکیاں ہیں۔ البتہ ترکوں کے اس عظیم کارنامے کے سامنے ہم پاکستانیوں کا طرز عمل مشتِ خاک رہا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی بے حسی تو ظاہر و باہر ہے ہی، شام کے اس 6 سالہ تنازع میں ہماری قوم بھی امت کی اجتماعی ذمہ داری کی ادائیگی سے غافل رہی ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ مفتی ابولبابہ شاہ منصور حفظہ اللہ اور مولانا عبدالستار حفظہ اللہ کی کوششوں سے عوامی سطح پر ترک انصار کے ساتھ رابطوں کا آغاز ہو گیا ہے۔ ترک عوام اس مشکل گھڑی میں پاکستانیوں کی طرف دیکھ رہی ہے، جس نے خلافتِ عثمانیہ کے زمانے میں ترک افواج کی بے مثال امداد کی تاریخ رقم کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تصورِ امت کو اجاگر کرنے کا ایک نادر موقع عطا فرما دیا ہے۔ عالمِ اسلام کے سب سے بڑے عالمی تنازع کے شکار مہاجرینِ شام کی امداد نہ صرف آخرت کے لیے توشہ اور ذخیرہ ثابت ہوگی، بلکہ مسلمانوں کے مابین صدیوں سے مفقود اتحاد و محبت کو جلا بخشنے کا ذریعہ بنے گی۔ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ دامے، درمے، سخنے اپنے شامی بھائیوں کی امداد کے لیے خود کو کھپا دے۔ حالات کا سرسری جائزہ اس حقیقت کو منکشف کر دیتا ہے کہ شامی مہاجرین کی یہ امداد آئندہ کئی سال جاری رہے گی۔ ہمیں خود بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور اپنے اہل و عیال اور دوست احباب کو بھی اس کی ترغیب دلانی چاہیے۔

☆☆☆☆☆

حکمتِ کلیمی 3

13 عزم و تسلیم و رضا آموزدش ‏ در جہاں مثل چراغ افروزدش

وہ انسان کو عزم اور تسلیم و رضا سکھاتا ہے وہ انسانوں کو ہمت اور استقلال سکھاتا ہے وہ جہاں میں (انسان کو) دوسرے کے لیے مثال بن کر زندگی گزارنے کے لیے روشن چراغ کی مانند ہوتا ہے۔

14 من نمیدانم چہ افسوں میکند ‏ روح را در تن دگرگوں میکند

میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کمال دکھاتا ہے کہ جسدِ خاکی میں روح کو مضطرب اور آمادۂ عمل کر دیتا ہے اور لوگ اس کے گرویدہ ہو کر اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

15 صحبتِ او ہر خزف را دُر کند ‏ حکمت او ہر تہی را پُر کند

اُس کی رفاقت ہر سنگریزے کو موتی بنا دیتی ہے اس کی دانائی کی باتیں ہر انسان کا خالی دامن بھر دیتی ہے۔

16 بندۂ درماندہ را گوید کہ خیز ‏ ہر کہن معبود را کُن ریز ریز

وہ گرے ہوئے ہر بے بس انسان سے کہتا ہے کہ اُٹھو اور نگاہ میں آنے والے ہر خدائی کے دعویدار کو پاش پاش کر دو۔

17 مردِ حق ! افسونِ ایں دیرِ کہن ‏ از دو حرف رَبِّیَ الْاَعْلٰی شکن

مردِ حق اس پرانے بت خانہ کا جادو رَبِّیَ الْاَعْلٰی (میرا رب سب سے برتر ہے) کے دو حرفوں سے توڑ دیتا ہے۔

18 فقر خواہی؟ از تہی دستی منال ‏ عافیت در حال و نے در جاہ و مال

اے انسان! تو فقر چاہتا ہے تو تنگ دستی کا غم نہ کر عافیت حال میں ہے عہدے اور مال و دولت میں نہیں۔

19 صدق و اخلاص و نیاز و سوز و درد ‏ نے زر و سیم و قماشِ سرخ و زرد

صداقت، اخلاص، بے نیازی اور سوز و درد (اصل دولت ہے) نہ کہ سونا، چاندی اور سرخ و زرد (قیمتی) لباس۔

13۔ خالق کائنات کے یہ پیغام بر (MESSENGER) انسانیت کو حوصلہ دلاتے ہیں اور ناسازگار حالات میں اللہ پر بھروسہ اور تسلیم و رضا سکھاتے ہیں۔ دنیا سے ظلم کا خاتمہ کرنے کے لیے خود مثل چراغ زندگی بسر کرنا سکھاتے ہیں یعنی خود دوسروں کے لیے 'اُسوۂ حسنہ' بنتے ہیں۔

14۔ یہ بات عام انسان کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ وہ انسانی سطح پر بے بس اور بے وسیلہ لوگوں پر نامعلوم کونسا جادو کرتے ہیں کہ اس سے نہتے اور بے تیغ کمزور انسان وقت کے سلطانوں اور شہنشاہوں کے گریبان پکڑنے والے بن جاتے ہیں۔ پیغمبر روحِ انسانی یا خودی یا ضمیر کو ایسا جھنجھوڑتے ہیں کہ (پہلے) انفرادی سطح پر انقلاب رونما ہوجاتا ہے (جو بعد میں اجتماعی سطح پر انقلاب کا پیش خیمہ بنتا ہے) بقولِ اقبال ؎

فقیراں تا بمسجد صف کشیدند
گریبانِ شہنشاہاں دریدند

15۔ پیغمبر یعنی کلیم ایسے کامل انسان ہوتے ہیں کہ ان کی تعلیمات، شفقت، مومنانہ نگاہ اور صحبت سے انسانی مخفی اور زنگ آلودہ صلاحیتیں اُبھر کر سامنے آتی ہیں اور بظاہر بے صلاحیت اور بے وقعت انسان بہترین منتظم، سپہ سالار، جرنیل، فاتح، مدبّر اور معلّم اخلاق بن جاتے ہیں۔ وہ ایک سنگتراش کی طرح عام پتھر سے آرٹ کے اعلیٰ نمونے، خزف سے صدف اور اعمالِ خیر سے تہی دامن افراد کو سیرت و کردار کا نمونہ بنا دیتے ہیں۔

16۔ وہ زمانے اور ماحول کے دھتکارے ہوئے اور غلام لوگوں کو جذبہ دے کر اُٹھاتے ہیں اور خدائی کے دعویداروں کے خلاف صف آرا کر دیتے ہیں ان کا نعرہ یہ ہوتا ہے کہ پتھر کے معبود ہوں یا خدائی اور مطلق اختیارات کے دعویدار حکمران سب کو ریزہ ریزہ کر دو یعنی خاک میں ملا دو۔

17۔ یہ کلیم، یہ مردِ حق اس کائنات میں جاری شرک و بت پرستی کے نظریات اور ابلیسی سوچ کے تانے بانے کو صرف 'رَبِّیَ الْاَعْلٰی' (میرا رب جو اس کارخانۂ قدرت کا حقیقی مالک ہے وہی سب سے اعلیٰ و برتر و بزرگی والا ہے) کے دو حرفی نعرے سے توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیتا ہے اور عظیم حکمران اور شہنشاہ اپنی مسلح سپاہ کے ساتھ اس کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوتے ہیں۔

18۔ فقر رسولوں کی شان اور کلیمی کا تاج ہے۔ اے بندۂ حق اگر تو بھی فقر چاہتا ہے تو اپنے ہاتھ میں موجود نقدی اور وسائل پر نظر نہ رکھ بلکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر یقین رکھ اور تنگ دستی اور تہی دامانی کا شکوہ نہ کر اور غم نہ کھا۔ حقیقی ایمان اور معرفتِ خداوندی کا حاصل یہ ہے کہ انسان اپنے ایمانی جذبہ کے ساتھ 'حال' میں مست رہے اور مال و دولت اور عزّ و جاہ کے پیچھے نہ بھاگے۔

19۔ آسمانی ہدایت ہو، پیغمبرانہ ماحول ہو اور کسی 'کلیم' کی صحبت میسّر آجائے تو انسان میں حق شناسی اور معرفتِ الٰہی کی ایسی پیاس اور داعیہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسی کا طالب بن جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ انسان معرفتِ الٰہی کا متلاشی ہو تو اصل دولت صدق، اخلاص و نیاز و سوز و درد ہے نہ کہ سونا، چاندی اور سرخ و زرد قیمتی شاہانہ پوشاکیں اور دنیاوی ٹھاٹھ باٹھ۔

دو روزے

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدۃ:3)

میرے بھائیو!

سب سے پہلے تو آپ کو رمضان المبارک کی سعادت ملنے اور رمضان المبارک میں روزے رکھنے اور اس کام کے لئے توفیق الٰہی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ معمولی نعمت نہیں ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑے وعدے فرمائے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے بڑی بشارتیں سنائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ))

”جس نے رمضان کے روزے رکھے اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے اجر و ثواب کی لالچ میں‘ تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔“

رمضان کے جو روزے باقی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور شب قدر کی دولت و نعمت بھی عطا فرمائے‘ ہماری اور آپ کی عاجزانہ دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے جو اس مہینہ میں کی گئیں۔

اب میں آپ کے سامنے بظاہر ایک نئی بات کہنے والا ہوں‘ لیکن وہ نئی بات نہیں ہے‘ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم سے ماخوذ ہے‘ اور قرآن مجید پر مبنی ہے‘ لیکن بہت سے بھائیوں کے لیے نئی ہوگی‘ اور نئی چیز کی ذرا قدر ہوتی ہے اور اس سے آدمی کا ذہن ذرا تر و تازہ‘ بیدار اور متوجہ ہو جاتا ہے۔ وہ نئی بات یہ ہے:

”روزے دو طرح کے ہیں‘ ایک چھوٹا روزہ‘ ایک بڑا روزہ۔“

چھوٹے روزے کی تحقیر مقصود نہیں‘ صرف زمانی اور وقتی لحاظ سے کہہ رہا ہوں۔ چھوٹا روزہ کتنا ہی بڑا ہو‘ 13 گھنٹہ‘ 14 گھنٹہ کا روزہ ہوگا‘ بعض ملکوں میں جہاں دن اس زمانہ میں بڑا ہوتا ہے اس سے کچھ زیادہ۔ یہ وہ روزہ ہے جو بلوغ پر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے‘ وہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب تک قائم رہتا ہے۔ اس روزہ کا ایک قانونی ضابطہ اور اس کے کچھ شرعی احکام ہیں جو آپ کو معلوم ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس روزہ میں آدمی کھا پی نہیں سکتا اور ان تعلقات و معاملات کا لطف نہیں حاصل کر سکتا جن کی اور دنوں میں اجازت ہے۔ یہ روزہ چاہے 29 دن کا ہو یا 30 دن کا‘ اس میں محدود پابندیاں ہیں۔ رمضان کے اس روزے سے لوگ واقف اور اس کے قوانین و احکام پر عامل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ غور کریں کہ اس روزے کے علاوہ اور کون سا روزہ ہے جو اپنے وقت اور رقبہ میں اس سے بڑا ہے! گرمی کے روزے اور بڑے ہوتے ہیں اور اس روزے کے علاوہ اور کون سا بڑا روزہ ہوگا؟ کیا شش عید کا روزہ بتانے والا ہوں‘ یا پندرھویں شعبان کا؟ کون سا روزہ بتانے والا ہوں؟

بڑا روزہ ہے اسلام کا روزہ! اسلام خود ایک روزہ ہے۔ اور سب روزے اور عیدین بھی‘ بلکہ روزہ‘ نماز یہاں تک کہ جنت بھی‘ جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا‘ وہ سب اس کے طفیل ہی ہے‘ اصل بڑا روزہ اسلام کا روزہ ہے۔ وہ کب ختم ہوتا ہے‘ کب شروع ہوتا ہے‘ یہ بھی سن لیجئے!

جو خوش قسمت انسان مسلمان گھر میں پیدا ہوا‘ اور وہ شروع سے کلمہ گو ہے‘ اس پر بلوغ کے بعد ہی یہ طویل مسلسل روزہ فرض ہو جاتا ہے اور جو اسلام لائے‘ کلمہ پڑھے‘ یہ روزہ اس پر اسلام قبول کرنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔

اور یہ روزہ کب ختم ہوگا‘ یہ بھی سن لیجئے۔ رمضان کا روزہ اور نفلی روزہ تو غروب آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے مگر اسلام کا یہ روزہ تو آفتابِ عمر کے غروب ہونے پر ختم ہوگا۔

رمضان کے روزہ و نفلی روزہ کا افطار کیا ہے! آپ عمدہ سے عمدہ مشروب اور لذیذ سے لذیذ غذا سے افطار کر سکتے ہیں۔ زیادہ مشروبات اور ماکولات کا نام سن کر آپ کے مُنہ میں پانی آ جائے گا اور شوق پیدا ہو جائے گا‘ اس لیے میں ان کا نام نہیں لیتا۔ وہ روزہ زمزم سے کھلتا ہے‘ وہ روزہ ٹھنڈے پانی سے کھلتا ہے‘ یا دوسرے مشروبات سے یا کھجور وغیرہ سے کھلتا ہے۔ اور زندگی کا یہ طویل و مسلسل روزہ کس سے کھلے گا؟ حضرت محمد رسول اللہ‘ محبوب ربّ العالمین‘ شفیع المذنبین‘ سید المرسلین ﷺ کے دست مبارک سے جامِ طہور‘ جامِ کوثر سے کھلے گا۔ اگر وہ روزہ پکا ہے اور آپ نے اس روزے کی شرائط پوری کر دی ہیں اور محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل سے ہم دنیا سے کلمہ پڑھتے ہوئے گئے‘ ہماری روح اس حال میں نکلی کہ ہماری زبان پر کلمہ تھا اور ہم ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہہ رہے تھے‘ ہمارے دل میں نورِ ایمان تھا‘ ہمارے دماغ میں اللہ سے ملاقات اور حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کا شوق تھا‘ تو وہ روزہ اس وقت ختم ہوتا ہے۔ اس کا افطار کیا ہے؟ اس کی ضیافت کیا ہے؟ وہ ہے جس ضیافت پر آدمی اپنی جان دے دے۔ اور اللہ کے بندوں نے جان دی ہے۔ سینکڑوں‘ ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں نے اس شوق میں جان دی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا دیدار نصیب ہو‘ اللہ کے رسولؐ کے سامنے ہم جب ہوں تو وہ ہم سے خوش ہوں‘ راضی ہوں۔ جہاد کے واقعات‘ غزوات اور جنگوں کے واقعات پڑھیے۔ لوگوں نے خوشی خوشی جانیں دیں‘ بلکہ ایسا شوق تھا کہ ایک بچہ اُحد کی جنگ کے موقع پر آیا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے بھی جہاد کرنے کی اجازت دیجیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ابھی تم چھوٹے ہو۔ اس نے کہا: میں چھوٹا نہیں‘ میں لڑ سکتا ہوں۔ اس نے بڑی خوشامد کی‘ کسی نے سفارش بھی کی تو آپؐ نے اجازت دے دی۔ دوسرے صاحبزادے آئے جو ذرا چھوٹے تھے‘ کہنے لگے: آپؐ نے انہیں اجازت دی تھی‘ مجھے بھی اجازت دے دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: تم ابھی بچے ہو۔ اس نے عرض کیا: آپؐ ہماری کشتی کرا کر دیکھ لیجیے۔ اگر میں اس کو پچھاڑ دوں تو مجھ کو اجازت دے دیجیے۔ یہ بچوں کا شوق تھا‘ کشتی ہوئی‘ اس نے واقعی پچھاڑ دیا اور آپؐ نے ان کو بھی اجازت دے دی اور وہ شہید بھی ہوئے۔ ابو جہل کو دیکھ کر دونوں بھائیوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ ہمیں ابو جہل کو دکھائیے‘ ہم نے سنا ہے کہ اس نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے‘ میں یہ شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں‘ ابو جہل کے بارے بتانے پر دونوں

لپک پڑے اور اس کا کام تمام کر دیا۔

اس چھوٹے روزہ کا حکم اور اس کی پابندیاں سب کو معلوم ہیں۔ سب روزہ دار کھانے پینے سے اور ان تمام چیزوں سے بچتے ہیں جو ممنوع ہیں' لیکن اس بڑے روزہ کا خیال بہت کم لوگوں کو ہے' حالانکہ یہ روزہ ہم لوگوں کو اس بڑے روزہ کے طفیل ہی ملا ہے' اس بڑے روزہ کی برکت سے ملا ہے' یوں سمجھئے کہ اس بڑے روزہ کے انعام میں ملا ہے' اور عید بھی اسی روزے کے طفیل میں ملی ہے۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو نہ نماز ہوتی' نہ روزہ ہوتا۔ اور دیکھ لیجئے جہاں اسلام نہیں وہاں نہ نماز ہے' نہ روزہ ہے' نہ کلمہ ہے' نہ اللہ پر یقین ہے' نہ اس کے واحد ہونے کا یقین ہے' نہ حشر کا' نہ روزِ قیامت کا' نہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا' یہ سب دولت ایمان ہم کو اسلام کے طفیل ملی ہے۔ ہم گن بھی نہیں سکتے کہ کیا کیا دولتیں ہم کو اسلام کے طفیل ملی ہیں۔ اسلام کے طفیل میں آدمیت ملی ہے' انسانیت ملی ہے' عزت ملی ہے' طاقت ملی ہے' روحانیت ملی ہے' اور مرنے کے بعد قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت ملے گی' اس کا تو پوچھنا ہی کیا۔ ((مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ)) ''نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا''۔ تو اس (طویل و مسلسل) روزے کا لوگوں کو کم خیال آتا ہے۔

اب ہم آپ کو بتاتے ہیں' معلوم نہیں پھر کبھی ہماری آپ کی ملاقات ہو یا نہ ہو اور ہمیں کچھ کہنے سننے کا موقع ملے یا نہ ملے' بڑے کام کی بات آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اس روزہ (رمضان کے روزہ یا نفلی) میں پانی پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' کھانا کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' یہ روزہ ٹوٹ جائے تو ساٹھ روزے رکھنے چاہئیں' تب ان کی قضا ہو گی' لیکن وہ روزہ جو اسلام کا روزہ ہے اس کا بہت کم لوگوں کو خیال ہے۔ ہم بتاتے ہیں کہ اس میں کیا کیا چیزیں منع ہیں۔ اس میں کھانے پینے کی محدود چیزیں جو حرام ہیں' منع ہیں۔ اس میں شرک منع ہے۔ سب سے بدتر چیز جو اللہ کو ناپسند ہے' وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں صاف فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا' باقی جس کو چاہے گا معاف فرما دے گا۔''

شرک کیا ہے' آپ سن لیجئے۔ اس کو سب برا سمجھتے ہیں۔ آپ بھی برا سمجھتے ہوں گے۔ عقیدہ یہ ہے کہ کارخانہ عالم اللہ کا بنایا ہوا ہے اور وہی چلا رہا ہے ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ اسی کا کام ہے پیدا کرنا' اسی کا کام ہے چلانا۔ اسی کو مانتے ہیں کہ خالق ارض و سماوات اور کائنات چلانے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے' لیکن بہت سے بھائی ایسے ہیں جن کے دل میں اور کبھی اُن کے دماغ میں یہ بات پورے طور سے جذب نہیں ہوتی ہے کہ کائنات کا چلانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ایسا سمجھتے ہیں کہ کارخانہ عالم تو اللہ نے بنایا ''کُنْ فَيَكُوْنُ'' کہہ دیا' بس بن گئی' لیکن چلانے میں دوسری ہستیاں شریک ہیں' جیسے کوئی بادشاہ اپنی مرضی سے کوئی کام کسی کے سپرد کر دے' کسی کے ذمہ کر دے' بھائی تم خیرات بانٹا کرو' تم دیکھو کھانے پینے کا خیال رکھنا' غلہ پہنچا دو' کچھ پہنچا دو جس کی ضرورت ہو' کوئی بیمار ہو اس کو شفا دے دو' کسی کے اولاد نہیں ہے اس کو اولاد عطا کرو' کوئی کسی مصیبت میں گرفتار ہے' اس کی خلاصی کر دو' کسی کا مقدمہ جتا دو وغیرہ وغیرہ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کے ذمہ کچھ کارخانے کر دیئے ہیں تو اس میں اللہ کی شان کے خلاف کوئی بات نہ ہو گی' ان کی قبولیت اور بزرگی کی وجہ سے اور اپنے ارادہ سے سپرد کیا ہے اور جب چاہے گا لے لے گا۔

لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ہی کام ہے پیدا کرنا' اور میرا ہی کام ہے چلانا اور حکم دینا ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾

یہ دنیا تاج محل نہیں ہے کہ شاہجہاں بنا کر چلے گئے' اب اس کے بعد کوئی چاہے دیوار پر کچھ لکھ دے' دھبہ لگا دے' کھونچا لگا دے' کوئی حصہ توڑ دے' وہ کچھ نہیں کر سکتے' ان کے بس میں کچھ نہیں' اور شاہجہاں کیا خواہ بڑے سے بڑا بادشاہ اور حکمراں ہو۔

لیکن وہ کارخانہ یعنی کارخانہ عالم پورے طور سے اسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے' وہی خالق کائنات ہے' ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور وجود بخشنے والا ہے' اور وہی حکمراں' سیاہ سفید کرنے والا' جلانے مارنے والا' روزی اور اولاد دینے والا ہے۔ ﴿اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ اولاد دینا' روزی دینا' قسمت اچھی بری کرنا' ہرانا جتانا' کسی کو عزت دینا' کسی کی آئی ہوئی بلا کو ٹال دینا' یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اس دنیا کا ایک پتہ اور ایک ذرہ بھی اس کے حکم کے بغیر ہل نہیں سکتا' پوری باگ ڈور' عنانِ حکومت اور کنجی اس کے ہاتھ میں ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ توحید کامل ہونی چاہیے۔ اولاد وہی دے سکتا ہے' روزی وہی دے سکتا ہے' عزت وہی دے سکتا ہے' جلانا مارنا اسی کا کام ہے' یہ نہ کسی ولی کے قبضہ میں ہے' نہ کسی قطب کے قبضہ میں ہے' نہ کسی غوث کے قبضہ میں ہے' نہ کسی ابدال کے قبضہ میں ہے۔ ایک بات یہاں سے لے کر جائیے۔ پہلے عقیدہ توحید کو جانچئے کہ آپ اللہ ہی کو مُسبب الاسباب سمجھتے ہیں اور خالق و رازق سمجھتے ہیں؟

ایک بات تو یہ' اور اس کے بعد دوسری بات قیامت کا یقین و آخرت کا یقین ہے' اور اس کے بعد حضور اقدس ﷺ کو آخری پیغمبر ماننا' خاتم النبیین' سید المرسلین' شفیع المذنبین' محبوب رب العالمین ماننا' اور یہ ماننا کہ شریعت انہی کی چل رہی ہے اور قیامت تک چلے گی' اور آخرت میں کام آئے گی۔ قیامت تک اور کسی کی شریعت نہیں چلے گی۔ اگر کوئی آپؐ کے بعد نئی شریعت لے کر آئے تو وہ کذاب اور دجال ہے' ملحد ہے' دین کا باغی ہے اور واجب القتل ہے۔ شریعت' شریعت محمدیؐ ہے اور وہی قیامت تک چلے گی اور ہر جگہ چلے گی۔ اس پر جو چلے گا وہی فلاح یاب ہو گا اور سرخرو ہو گا۔

آپ ﷺ حبیب خدا ہیں' جو آپؐ سے محبت کرے خدا اُس سے محبت کرتا ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ))

''تم میں سے کوئی مؤمن نہیں جب تک کہ میں اسے اپنے باپ' بیٹے سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

یہ مرتبہ اور کسی بزرگ' ولی کیا چیز' کسی نبی اور رسول کو بھی نہیں ملا۔ یہ مرتبہ خدا نے آپ ﷺ کے لئے رکھا تھا۔

ایک تو یہ کہ آپؐ پر ایمان بھی ہو' عقیدہ بھی ہو' محبت بھی ہو اور شفاعت کا شوق بھی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ میں شریعت پر چلنے کا اہتمام بھی ہو۔ آپ پوچھیں' آپ کے اندر جذبہ اور جستجو اس بات کی ہو کہ مسئلہ بتایئے! لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں یہ بات پورے طور پر نہیں ہے۔ شادی بیاہ کس طریقہ پر ہو' حضور ﷺ اور صحابہؓ کا کیا طریقہ کار تھا' خوشی کا اظہار اور غم کا اظہار بھی شریعت و سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ ماتم کرنا' گانا بجانا' یہ تزک و احتشام' دھوم دھام اور شادیوں میں وہ سب کام کرنا' چاہے سود لے کر اور زمینیں بیچ کر' رشوت لے کر ہو' بس جس سے نام ہو' ہماری حیثیت عرفی بلند ہو' لوگوں میں اونچے سمجھے

جائیں اور یہ جہیز کا مطالبہ اور نہ دینے پر نازیبا سلوک' کہ گردن شرم سے جھک جائے' کیسی بری بات ہے۔ یہ سب شریعت کے خلاف ہے' اللہ کو ناپسند ہے۔ ان سب باتوں میں ہم شریعت کے پابند ہیں۔ صرف نماز و روزہ میں ہی پابند نہیں ہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں پابند ہیں۔ ہر چیز میں ہمارے لئے نمونہ اُسوۂ رسول ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:31)

''(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔''

تو ایک بات یہ ہے کہ شریعت اسلامی پر عمل ہو اور شریعت کو آپ سمجھیں کہ وہ پوری زندگی میں نافذ ہے' پوری زندگی پر اس کا سایہ ہے' پوری زندگی اس کے ماتحت ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ بس نماز و روزہ شریعت کے مطابق ہوں' اس کے لئے مسئلہ پوچھیں' اور نکاح و طلاق' تجارت اور کاروبار میں آزاد ہیں' لاٹری بھی چل رہی ہے' جوا بھی چل رہا ہے' ٹیلی ویژن بھی دن رات چل رہا ہے۔ (جو لہو الحدیث کی بہترین تشریح ہے) اسراف اور فضول خرچی بھی چل رہی ہے' نمود و نمائش بھی جاری ہے' ہمسایہ قوم (یعنی ہندو) کی نقالی بھی چل رہی ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ اس کے بعد روزہ میں جیسے غیبت منع ہے ایسے ہی اس روزہ میں بھی غیبت منع ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنا' فحش بکنا' رشوت لینا اور رشوت دینا' سود خوری' اسراف اور فضول خرچی ممنوع ہے۔ تو آپ یہ سمجھ کر جائیں روزہ کے بعد ہم آزاد ہیں' ہرگز نہیں' ہم آزاد نہیں ہیں' وہ روزہ برابر چلتا رہے گا' وہ روزہ اب بھی ہے۔ بلکہ وہ اس روزہ پر بھی سایہ فگن ہے' اور یہ روزہ اس روزہ کا جزو ہے جو آپ رکھ رہے ہیں۔ وہ روزہ چلتا رہے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ یہی سب سے بڑی چیز اور تمنا کرنے کی ہے' بلکہ جس کے لیے جان کی بازی بھی لگا دینا چاہیے۔ ہماری آزادی' غریبی' مفلسی' دوستی' دشمنی' کامیابی اور ناکامی' یہ سب گزر جائے گی' بس خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ اولیاء اللہ کو اس کی بڑی فکر تھی۔ ان کے حالات پڑھیے' جن کا نام لینے سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ان کو یہ فکر ہوتی تھی' بلکہ دوسروں سے دعا کراتے تھے' کہ خاتمہ بخیر ہو۔ سب کے دل کو یہ لگی ہوئی تھی' اور اللہ تعالیٰ نے خاتمہ بخیر فرمایا' ان کا ذکر خیر باقی رکھا۔

رمضان ختم ہونے کے بعد آپ یہ نہ سمجھیں کہ چھٹی ہوگئی' اب ہم آزاد ہیں جو چاہیں کریں۔ ہرگز ایسا نہیں' آپ آزاد بالکل نہیں ہیں۔ آپ کے گلے میں اسلام کا طوق پڑا ہوا ہے۔ آپ کی شختی' آپ کے شناختی کارڈ پر لکھا ہے کہ آپ مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس روزہ کا حساب ہوگا اور اُس روزہ کا بھی حساب و کتاب ہوگا۔ ہم نے آپ کے سامنے آیت پڑھی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾

میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ چاہے کوئی تبدیلی لانا چاہے' سلطنت کہے' بادشاہ کہے کہ ایسا کرو اور ویسا کرو' بڑے سے بڑا مسلمان اور علم کا دعویٰ کرنے والا کہے' کچھ ہونے کو نہیں۔ جو چیز حرام ہے قیامت تک حرام رہے گی۔ دنیا میں کسی کو یہ اجازت نہیں اور نہ اس کی مجال ہے کہ اس میں ترمیم کرے۔ شریعت میں اب کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی' وہ چیزیں جو حرام ہیں حرام ہی رہیں گی۔

یہاں سے آپ ارادہ کر کے جائیے کہ اگر کسی کی جائیداد آپ کے قبضہ میں ہے اور آپ کی نہیں ہے تو اس روزہ کا تقاضا ہے کہ آپ اس جائیداد کو چھوڑ دیں' اللہ تعالیٰ اس پر بڑا خوش ہوگا' آپ اللہ کے خوف سے ایسا کریں اور کہیں کہ لو اپنی جائیداد اپنا ترکہ' یہ تمہیں مبارک ہو' اب ہم نے توبہ کی ہے۔ جھوٹ بولنا' جھوٹی گواہی دینا' دل آزاری کرنا' گالی بکنا' ناجائز' حرام ذرائع آمدنی' رشوت وغیرہ جن سے پیسے ملتے ہیں' حرام ہی ہیں اور قیامت تک ناجائز ہی رہیں گی۔ اسی طرح سود ہے کہ بعض لوگ اس دور پُرفتن میں اس کے جواز کی شکلیں نکال رہے ہیں' کس قدر افسوسناک بات ہے۔ جس چیز کو شریعت و دین نے حرام قرار دیا ہے' قیامت تک حرام ہی رہے گی۔

کوشش یہ کیجئے کہ آپ کا روزہ صحیح طریقہ پر افطار ہو' شاہ غلام علی صاحب' مجددی' دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے کبار مشائخ میں سے تھے۔ نواب میر خاں نے جو اُن کے مرید تھے' ارادہ کیا جب انہوں نے سنا کہ حضرت کے یہاں پانچ پانچ سو آدمی رہتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں اور آپ ہی کو ان کی ضروریات پوری کرنا پڑتی ہیں' کوئی آمدنی نہیں' کوئی جائیداد نہیں' تو انہوں نے ایک بڑی رقم پیش کرنا چاہی اور کہا کہ حضرت اس کو قبول فرمالیں۔ فرمایا کہ فقیر نے روزہ رکھا تھا اور جب آفتاب ڈوبنے لگے تو کوئی روزہ نہیں توڑتا۔ اب میرا آفتاب عمر ڈوبنے کے قریب ہے۔ اب کوئی جتنا کہے کہ یہ چیزیں لے لو' یہ دوا کھالو' میں روزہ نہیں کھولوں گا' کہ تمام دن روزہ رکھا اور اب جب افطار کا وقت قریب ہے تو توڑ دوں۔

ہر شخص کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ اسلام کا روزہ ہے' ساری عمر کا روزہ ہے' کبھی نہیں ٹوٹ سکتا' جو چیزیں حرام ہیں' حرام ہیں' غلط ہیں' غلط ہیں' عقیدہ خالص ہونا چاہیے۔ سمجھ لیجئے' نہ کوئی قسمت بری بھلی بنا سکتا ہے' نہ کوئی آئی ہوئی بلا کو ٹال سکتا ہے' نہ اولاد دے سکتا ہے' نہ نوکری دلا سکتا ہے' کہ آپ کسی اور سے مانگیں' جو کچھ مانگنا ہو اسی سے مانگیں جو سمیع و مجیب ہے۔ وہ فرماتا ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے رسول ﷺ سے کہ بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو کہہ دیجئے کہ میں قریب ہوں' دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ دعا کرے۔

آپ یہاں سے بڑے روزے کا خیال لے کر جائیے' خوش ہوئیے' اللہ کا شکر ادا کیجئے۔ یہ روزہ تو ختم ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اور رمضان نصیب کرے۔ مگر زندگی کا کوئی اعتبار نہیں' صحت کا اعتبار نہیں' ہاں وہ مسلسل و طویل روزہ رہے گا' وہ روزہ مبارک ہو' اس روزہ کا خیال رکھیے' وہ روزہ نہ توڑیئے گا' وہ روزہ اگر ٹوٹا تو سب کچھ ٹوٹ گیا' سب کچھ بگڑ گیا۔

بس یہی دو روزے ہیں' ایک روزہ ہے قریب المیعاد' وہ ہے رمضان کا روزہ اور دن بھر کا روزہ ہے۔ ایک روزہ وہ ہے جو زندگی کے ساتھ رہے گا' اور مسلمان کے لیے جب سے وہ بالغ ہوا' اس دن تک جب تک سانس اور جان میں جان ہے۔ اور وہ شخص جس نے اسلام قبول کیا اس کا بھی جب تک بدن میں اس کے جان اور روح ہے' اس وقت تک باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے کہ ہم اس روزے کو برقرار رکھیں' اس روزے کی حفاظت کریں اور قدر کریں' اور اس روزے پر جئیں اور مریں۔

رَبِّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(یہ تقریر 23 رمضان المبارک 1415ھ کو بعد نماز جمعہ مسجد شاہ علم اللہ تکیہ رائے بریلی میں کی گئی۔ مقرر علیہ الرحمۃ نے خود اس پر نظر ثانی کی۔)

☆☆☆☆☆

اپنا اپنا فرض ادا کیجیے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

یہ مملکت خداداد پاکستان ہے۔ دنیا کے نقشے پر اسلام کے نام پر ابھرنے والی واحد مملکت۔ جس کی خاطر ہم نے دی قربانی لاکھوں جان کی! اس پر طلوع ہونے والا رمضان تکبیر وتہلیل سے معمور ہونا چاہیے جس کی 95 فیصد آبادی مسلمان ہو۔ (نجانے مردم شماری اب کیا اعداد دکھائے گی!) اس کے 78 ٹیلی ویژن چینل رب کی وحدانیت اور کبریائی کا ترانۂ حمد سنا رہے ہوں۔ قرآن کی تعلیم اور قراءتیں ہوں۔ لیکن حالتِ زار یہ ہے کہ روزے کی بربادی کے خوف سے نیٹ پر بھی چینلز چیک کرنے کا حوصلہ نہ پڑا۔ اہلِ ایمان چہار جانب گفتگوؤں میں، کالموں میں رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر جابجا اسلام سے کھلواڑ کی داستانیں سنا رہے ہیں۔ احتجاج کر رہے ہیں۔ لیکن یہ ایک سوچی سمجھی تاریک روشن خیالی اور سافٹ امیج ہے جو الیکٹرانک میڈیا پر راج کر رہا ہے۔ آئینِ پاکستان اور قراردادِ مقاصد منہ تک رہی ہے۔ قومی نمائندوں سے درکار صداقت وامانت کی شرط انگشت بدنداں ہے۔ رمضان میں قرآن کے تمام احکامات کا مذاق بہ زبانِ حال اڑایا جا رہا ہے۔ جنت کے کھلے دروازے چھوڑ کر جہنم کے بند دروازوں کو کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ شیطان سے جدائی میں بلکنے والے خوب اپنی ڈیوٹی نبھا رہے ہیں، بگ باس کی غیر موجودگی میں۔ نزولِ قرآن کے مہینے میں، قرآنی احکام توڑنے کی جسارت خوفناک ہے۔ یہاں تک کہ خود انہی اداکاروں کے قبیلے سے پاکستانی کینیڈین اداکارہ اشناء شاہ نے اپنے ہم پیشہ طبقے کو فیس بک پر کھلا خط لکھ کر شرم دلائی ہے۔ اس کا کہنا ہے کچھ کے لیے یہ نماز، وضو اور ڈسپلن (پابند ہو جانے) کا مہینہ ہے۔ اور دوسروں کے لیے حیاسوز منافق بن کر یہ اسلام بیچنے کا مہینہ ہے۔ بہت سے لوگ اس ماہ مبارک کو کیش کرنے کے لیے 30 دن وہ بن بن کر دکھاتے ہیں جو کہ اصلاً وہ نہیں ہیں۔ (اسلام کے استاد! نائی دھوبی علوم طب تو نہیں پڑھا سکتا، اداکار، شوبز والیاں اسلام پڑھا سکتی ہیں؟) اگرچہ ممکن ہے کہ میں خود تمام روزے نہ رکھوں یا ساری نمازیں نہ پڑھ پاؤں لیکن ایسا کبھی نہ ہوگا کہ میں اسلام کی اور ان لاکھوں روزہ داروں کی بے حرمتی کروں جو ایمان کے تقاضے سچائی سے پورے کر رہے ہیں۔ صرف چند ٹکوں کی خاطر یا عزت بنانے کو اسلامیت کا سوانگ رچاؤں۔ وہ خواتین جو رمضان ٹرانسمیشن میں پاکیزہ مریم کا لبادہ اوڑھے ہوتی ہیں مہینے بعد ٹوٹی فروٹی دکھائی دیتی ہیں۔ میں ان منافقوں کے خلاف ہوں جو جھوٹی عزت اور پیسہ بنانے کے لیے ہر سال یہ ڈراما رچاتے ہیں۔ (ڈان ڈاٹ کام۔ 28 مئی)

یہ کھلا خط اہلِ ایمان کے احساسات کی بھی ترجمانی کرتا ہے۔ خواہشاتِ نفس پر صبر کے بند باندھنے کے مہینے ہی کو حقیر دنیا کا پرتقصیر فقیر بنا دینا؟ دو دو ٹکے کے عوض بڑے بڑے تجارتی شوز میں بکتا ایمان۔ جوتوں کے ایک جوڑے، برانڈڈ حقیر کپڑوں کے ایک جوڑے، ایک موٹر سائیکل کی خاطر؟ مبارک ساعتوں کی حرمت سے کھیلتے ٹی وی پروگرام اور اس کے بنانے چلانے سپانسر کرنے والے، شرکت کرنے والے بھرے رمضان میں دیکھنے والے اس جرم میں سب شریک ہیں۔ وزارتِ مذہبی امور، اطلاعات ونشریات، پیمرا سب کہاں ہیں؟ عدلیہ، فوج، مقننہ میں سے کسی کا یوں مذاق اڑا کر پاکستان کی زمین پر آزاد کھڑے رہنا ممکن نہیں ہے۔ لمحوں میں عدلیہ کی گھرکی پر نہال ہاشمی کو نمونۂ عبرت بنا دیا۔ جس پارٹی کی وفاداری میں جذبات کی حدیں پھلانگیں، جس قیادت کی محبت میں تنقید کے نشتر استعمال ہوئے، فوراً انہی نے معطل کر دیا، استعفا طلب ہو گیا۔ سوشل میڈیا میں چھپے فوج کی شان میں گستاخی کے مرتکبین فوراً ڈھونڈ نکالے گئے۔ دھر لیے گئے۔ لیکن قرآن وحدیث کی تعلیمات کے اڑتے پرخچے جو خود باضمیر شوبز والے بھی ناپسند کر رہے ہیں، ان پر حکومت، پیمرا عدم موجود ہے؟ ممتاز قادریؒ کے جنازے کو بلیک آؤٹ کرنے والے منظر سے غائب ہیں۔ شیطانی دھما چوکڑی مچی ہوئی ہے۔ رمضان برائے فروخت کا سماں ہے۔

بزنس بڑھانے کے لیے ایک طرف الیکٹرانک میڈیا کمربستہ ہے، دوسری طرف پنج ستارہ ہوٹلوں کے افطاری پیکج میں لذت ہائے کام ودہن، پارٹیاں کمرشل اسلام کا ذائقہ دے رہی ہیں۔ اسی پر بس نہیں، انجلینا جولی کی فلم کی ریکارڈنگ میں مصروف علی کاظمی، جو دوسری جانب ٹی وی ڈرامے بسلسلہ قندیل بلوچ اور دوسرا بعنوان تم میری محبت ہو کر رہا ہے، وہ اس غل غپاڑے سے نکل کر رمضان ٹرانسمیشن کی مہم پر نکل کھڑا ہوا ہے! کیا کرے گا؟ ملائیشیا سے ایک پروگرام کرے گا جس میں وہاں مسلمان روزہ کیسے رکھتے ہیں دکھائے گا۔ (تراویح، تعلق باللہ، قرآن، ہچکیاں، سسکیاں، توبہ کی ایمان افروزی نہیں...... کھانا پینا، ہلا گلا، کلچرل الیکٹرانک کمرشل رمضان! ثقافتی اسلام!) ہر روز مختلف ممالک سے ایک ملک ایک علی کاظمی نوعیت کی فلمی شخصیت Celebrity سے تعارف ہوگا اور دنیا بھر سے کمرشل کلچرل رمضان کا دیدار۔ امت کا شعبان اگر مسلم ممالک کے سربراہوں کا مسلمانوں کے خون سے رنگے ہاتھوں والے امریکی ٹرمپ کی امامت میں گزرے گا تو رمضان اس کے تتبع میں یہی ہوگا۔ تا آنکہ اقوامِ متحدہ کو بھی کہنا پڑا کہ مسلمان دنیا بھر میں افطاریوں کے مزے لوٹ رہے ہیں، یمنی بدترین بھوک سے مر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مساجد میں سجدہ ریز ہونے والوں کا اخلاص قبول کر کے ہم پر رحم فرمادے، ورنہ ہم نے دین فروشی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ حتیٰ کہ نیا ہدف خواتین کے دروس ہیں، جس پر باضابطہ موضوع بنا کر ٹاک شو میں وارننگ جاری کی گئی۔ اکا دکا دیوانے داعشی واقعات میں جذباتی اقدام اٹھانے والی لڑکیوں کا بہانہ بنا کر چاند ماری کرنے کی کوشش جاری ہے۔ حالانکہ ایسے واقعات کا تعلق سوشل میڈیا اور اس پر آنے والے مواد سے ہے، دروس سے نہیں۔ دوسری جانب پوری معاشرتی زندگی میں اختلاط، مخلوط بے خدا، اسلام بیزار تعلیم، سوشل میڈیا، موبائل پر پروان چڑھنے والے تعلقات، دوستیاں، گھروں سے بھاگ کر شادی کرنے کے روز افزوں رجحانات، بے حیائی، بے راہ روی، برہنگی کا ہمہ گیر فساد اور معاشرتی دہشت گردی، نوجوان نسل میں منشیات کے بڑھتے ہوئے استعمال کے

ہوش ربا نتائج، خاندانوں کی بربادی، ڈراموں میں محرم رشتوں تک کے مابین فحش کاری کی ترویج، جادوٹونے عملیات کا کفروشرک اور اس کی اشتہار بازی، خدا بیزار سرچڑھی باغی اولاد، گستاخ زبان آور حفظ مراتب سے ناآشنا نوجوان نسل۔ یہ فساد قوم پر مسلط کیا گیا ہے۔ اس کا رد، اس کا سدباب کہاں ہے؟

پاکستان کی آدھی آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے جو دنیائے کفر کے لیے حد درجے باعث تشویش ہے۔ یہ الیکٹرانک فساد اربوں ڈالر خرچ کر کے پاکستان میں بوئے گئے ہیں۔ پیسے کے عوض صلاحیتیں خرید کر انہیں اس تخریب پر لگایا گیا ہے۔ یہ معاشرتی بربادی، بڑھتی ہوئی طلاقیں، رلتے بچے گھر گھر زندگیوں میں عذاب بھرا جا رہا ہے۔ واحد مقام گھر خاندان بچانے، دوستیوں کی تلاش میں پھرتے مردوں کی روتی بیویوں کو صبر و سکینت کے ساتھ سہارا دینے کا، اللہ سے ناتا جوڑ کر گھر کی درستگی کا ٹھکانہ اگر ہے...... تو وہ خواتین کے دروس ہیں۔ دروس عورت کو گھر، بچے، خاندان کا محاذ مضبوط کرنے اور اجڑنے سے بچانے کا واحد ذریعہ ہے۔ زنانہ دروس کہیں بھی اسلحہ اٹھا کر بھاگنے، پھٹنے کی تربیت نہیں دیتے۔ یہ عورت کا کام نہیں ہے۔ شریعت نے اسے خاندان کی تربیت و تحفظ کی ذمہ داری سونپی ہے، خواتین کے درس یہی کچھ سکھائیں گے۔ بلاشبہ خواتین کے درس کفر کے عزائم کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ ان کے ایجنڈے پورے ہونے کی راہ میں حائل ہیں۔ تاہم یہ جان سمجھ لیجیے کہ اگر خواتین کے دروس کے چھتے میں ہاتھ ڈالا گیا تو نتیجہ ابتری کے سوا کچھ نہ نکلے گا...... الحذر...... الحذر! دوسری طرف پھر قوم کی بیٹیاں زانوئے تلمذ، اداکاراؤں، ماڈل گرلز، این جی او برانڈ موم بتی مارکہ خواتین کے آگے تہ کریں گی۔ والدین سر پکڑ کر روئیں گے۔ پاکستانی عوام کا خمیر شرافت پر اٹھا ہے۔ غیرت اس میں رچی بسی ہے۔ غیرت بریگیڈ چند لکھاریوں پر مشتمل ہے۔ یہ خاموش اکثریت ہے۔ دینی جماعتوں کے جلسوں، پروگراموں، سالانہ اجتماعوں پر لگنے والے ٹھٹ کے ٹھٹ اس کا بین ثبوت ہیں۔ قادریؒ کا جنازہ یاد کر لیجیے۔ یہ خاموش اکثریت اگر سیکولرازم کا جنازہ پڑھنے پر کمر بستہ ہوگئی تو موم بتیوں کا کال پڑ جائے گا! یہ پروگراموں پر ایمان بیچ کر دو ٹکے کا انعام لینے کی خاطر مرغ کی آوازیں نکال کر بھرے رمضان میں قہقہہ بار ماحول میں دکھتی عورتیں...... نمائندہ خواتین نہیں ہیں۔ اسلام اور اس سے محبت رمضان کے اجر لوٹنے کی خواہش اور تمنا بحمداللہ آج بھی قوی ہے۔ گلی گلی خواتین کے دروس اور دورہ ہائے قرآن، بھری مساجد، غرباء کے لیے دسترخوان بچھا کر رب کی رضا کے متمنی! ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی! اشنا شاہ کو شوبز کے باوجود پتا ہے کہ رمضان کے تقاضے کیا ہیں! اللہ اسے ایمان کی مکمل لذت اور ذائقہ عطا فرمائے۔ حق گوئی کے عوض اسے رحمت و مغفرت سے نوازے۔ (آمین) پاکستان کا رخ موڑنے کی کوشش اور اس کے پیچھے چھپے ہاتھ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ ان شاء اللہ! اس کی بنیادوں میں شہداء کا خون ہے۔ اس میں آج بھی اسلام پر، امت پر مرمٹنے والوں، جوانیاں قربان کرنے والوں کی کمی نہیں۔ مائیں بانجھ نہیں ہوئیں! اللہ پاکستان کو اسلام پر لوٹا دے۔ اپنا اپنا فرض ادا کیجیے!

☆☆☆

طالبانِ قرآن کے لیے رمضان المبارک کا خصوصی تحفہ

قرآن حکیم کی سُورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ

از

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الکہف: 136 صفحات، قیمت: 80 روپے

سورۃ مریم تا سورۃ الناس: 256 صفحات، قیمت: 180 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور، فون: 3-042-35869501

قرآنی ڈکشنری شائع ہوگئی

اس میں صرف وہ سہ حرفی اور رباعی مادّے دیے گئے ہیں جن سے کوئی لفظ قرآن میں آیا ہے' اور الفاظ کے صرف وہ معانی دیے گئے ہیں جن میں وہ الفاظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ معانی کی وضاحت کے لیے متعلقہ آیت یا اس کا جز و ساتھ دیا گیا ہے۔

ڈکشنری کے شروع میں ''افعال غیر صحیح کے قواعد'' کے تحت تعلیلات کے قواعد عام فہم انداز میں بیان کیے گئے ہیں' پھر تعلیلات والے الفاظ کی قرآن کے مطابق اصلی شکل اور تبدیل شدہ استعمالی شکل' دونوں دی گئی ہیں۔

یہ ڈکشنری مکتبہ خدام القرآن پر دستیاب ہے اور اسے ''بسم ربی ڈاٹ کام'' پر بھی آسان اسباق میں اپ لوڈ کر دیا گیا ہے۔

البلاغ فاؤنڈیشن لاہور

فون: 0333-4620717 اور 0321-4090779

ای میل: ALBALAGH.43@gmail.com

ویب سائٹ: BISMERABBEE.com

اعتکاف کی فضیلت واحکام

ابو عبداللہ

تعریف

ماہ صیام کے تیسرے عشرہ کی خصوصی عبادات میں اعتکاف بھی ایک اہم عبادت ہے۔ یہ مبارک عمل نبی اکرم ﷺ کی سنت مؤکدہ ہے۔ اعتکاف کا لفظ عکوف سے مشتق ہے جس کا لغوی معنیٰ کسی جگہ ٹھہر جانا، بند ہو جانا اور کسی چیز کو لازم پکڑنا کے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں اعتکاف سے مراد تقربِ الٰہی کی نیت سے مسجد کو لازم پکڑنا اور اس میں اقامت گزیں ہونا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص تمام دنیاوی دھندوں اور مشاغل کو ایک طرف رکھتے ہوئے خلوص نیت سے محض عبادات کے نظریہ سے ایک خاص مدت کے لیے مسجد میں اقامت گزیں ہو جائے۔

فضائل

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی، پھر اس کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کا معمول جاری رکھا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں ارشاد فرمایا: وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کو ان تمام دوسرے اچھے کاموں کا جو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا ایسے ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا کہ نیکی کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

کتب حدیث میں آپؐ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ”جس شخص نے رمضان المبارک کے دس دن کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔“ (الترغیب والترہیب 2،96، شعب الایمان 3،425)

اعتکاف کی شرائط

اعتکاف کے لیے درج ذیل شرائط کا وجود ضروری ہے:

(1) مسلمان ہونا، کافر کا اعتکاف نہیں۔

(2) عاقل ہونا، مجنون کا اعتکاف نہیں۔ بالغ ہونا شرط نہیں اس لیے نابالغ سمجھدار بچہ بھی اعتکاف بیٹھ سکتا ہے۔

(3) جنابت سے پاک ہونا، ناپاک شخص کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

(4) اعتکاف کی نیت کرنا، بلا نیت مسجد میں بیٹھنے سے اعتکاف نہ ہوگا۔

(5) جس جگہ اعتکاف بیٹھے وہ جگہ شرعی مسجد ہو اور جہاں نماز پنجگانہ باجماعت کا اہتمام ہو۔

مسجد کی حد

مسجد سے مراد خاص وہ حصہ زمین ہے جو نماز کے لیے تیار کیا گیا ہو، یعنی اندر کا کمرہ، برآمدہ اور صحن، باقی جو حصہ اس سے خارج ہو وہ مسجد کے حکم میں نہیں، خواہ ضروریات مسجد ہی کے لیے وقف ہو، جیسے امام کا حجرہ، مسجد سے ملحق مدرسہ، جنازہ گاہ، وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا خانے، یہ تمام جگہیں مسجد سے خارج ہیں۔ اگر معتکف نے بلا ضرورت ان میں قیام کیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسجد سے نکلنے کی حد

مسجد سے باہر نکلنے کا حکم تب لگے گا جب دونوں پاؤں مسجد سے باہر ہوں اور دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ یہ مسجد سے باہر ہے، لہٰذا صرف سر باہر نکالنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

مسجد کی چھت یا زینہ پر چڑھنا

مسجد کی چھت کا بھی وہی حکم ہے جو مسجد کا۔ اگر مسجد کئی منزلہ ہو تو اوپر نیچے کی تمام منزلوں کا ایک ہی حکم ہے، معتکف آ جا سکتا ہے۔

حدود مسجد سے لاپروائی

اس مسئلہ میں بہت سے معتکف کوتاہی کا شکار ہو کر اعتکاف توڑ بیٹھتے ہیں، اس لیے معتکف کو چاہیے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے متولی مسجد سے پوچھ کر مسجد کی حدود پوری طرح معلوم کر لے۔

اعتکاف ہر محلہ میں سنت کفایہ ہے

رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف شہر کے ہر محلہ کے حق میں سنت علی الکفایہ ہے۔ یعنی ہر محلہ کی مسجد میں ایک آدمی اعتکاف میں بیٹھے ورنہ پورا محلہ گناہ گار ہوگا۔

اعتکاف کس مسجد میں افضل

اعتکاف کے لیے سب سے افضل جگہ مسجد الحرام ہے، اس کے بعد مسجد نبوی، پھر مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)، پھر اپنے علاقے کی جامع مسجد جس میں نمازی زیادہ آتے ہوں۔

مسنون اعتکاف کس وقت سے شروع ہوتا ہے

مسنون اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے ضروری ہے کہ 20 رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے اور اعتکاف کی نیت بھی غروب سے پہلے کر لے، خواہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے کرے یا داخل ہونے کے بعد کرے۔ اگر غروب کے بعد مسجد میں داخل ہوا، یا مسجد میں پہلے سے موجود تھا مگر نیت غروب کے بعد کی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا، مستحب ہو جائے گا اس لیے کہ پورے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف نہ ہوا۔

عورت کا اعتکاف

عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو وہ اپنے گھر کے کسی کمرہ کو اعتکاف کی جگہ بنا سکتی ہے۔ وہ کمرہ اس کے لیے مسجد کا حکم رکھے گا یعنی اس کمرے سے بلا ضرورت باہر آنا مفسد اعتکاف ہوگا۔

حیض ونفاس مفسد اعتکاف ہے

اگر عورت اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اسے حیض ونفاس شروع ہو گیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

طبعی ضرورت کے لیے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا

طبعی ضرورت مثلاً پیشاب، پاخانہ، ازالہ نجاست، غسل جنابت اور واجب وضو کے لیے اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر جانا درست ہے۔

معتکف کا نماز جمعہ کے لیے دوسری مسجد میں جانا

شرعی ضرورت مثلاً جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد سے باہر جانا جب کہ معتکف کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو، اعتکاف کے لیے مفسد نہیں ہے۔

اضطراری حالات میں مسجد سے باہر نکلنا

اضطرار یعنی مسجد میں آگ لگ جانے یا منہدم ہو جانے کی وجہ سے بھی مسجد سے باہر نکلنا مفسد اعتکاف نہیں ہے۔ ایسی صورت میں دوسری مسجد میں منتقل ہو جائے۔

بلا عذر مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا

بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے، مجامعت کرنے اور جان بوجھ کر روزہ توڑ دینے، مرتد یا پاگل ہو جانے، مسلسل بیہوش رہ جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆

رمضان اور شب قدر

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی اس آخری امت کو بڑی نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا ہے۔ دوسری ساری امتوں کے مقابلہ میں اس امت کو کچھ خصوصی امتیازات عطا فرمائے ہیں۔

انہیں امتیازی فضائل میں سے شب قدر بھی ہے جو سال بھر میں ایک مرتبہ آتی ہے اور صرف اس رات کو عبادات میں مشغول کر دینے والوں کو ایک ہزار مہینے کی خالص عبادت سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝﴾

(القدر:3)

’’شب قدر بہتر ہے ایک ہزار مہینے سے۔‘‘

قرآن کریم نے اس رات کی عبادت کو ایک ہزار مہینے کی عبادت کے برابر نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بہتر فرمایا ہے اور اس میں زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی کہ کتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ وہ اس کو ایک ہزار سال کے برابر بنا دیں۔

امت مرحوم پر اس خاص امتیازی انعام کی ایک وجہ حدیث شریف میں یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو پچھلی امتوں کی کچھ طویل طویل عمریں بطور وحی دکھلائی گئیں (جو تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں سال کی ہوتی تھیں) اس کے بالمقابل یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی امت کی عمریں ان کے مقابل بہت کم ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہوں گی۔

اس واقعہ نے آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک پر یہ اثر کیا کہ اس حساب سے تو میری امت اعمال صالحہ اور عبادات میں سب سے کم رہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے قلب مبارک سے اس غم کو دور کرنے کے لیے لیلۃ القدر کی آیت نازل فرما کر بتلا دیا کہ آپ فکر نہ کریں۔ اس امت کے عمل کی قیمت بہت بڑھا دی گئی ہے کہ صرف ایک رات میں ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے زیادہ ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ تاکہ دوسری امتوں سے پیچھے نہ رہ جائے۔ یہ حدیث موطا میں امام مالکؒ نے اور ترغیب میں حافظ منذریؒ نے نقل کی ہے۔

شب قدر کو شب قدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات کی عمریں اور رزق اور بھلے برے مختلف قسم کے حالات جو روز اول سے لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس رات میں اس سال کا پورا بجٹ اور سب کی مقداریں فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہیں کہ کس کی کتنی عمر ہو گی؟ کتنا رزق ملے گا، وہ کیسے کیسے حالات سے گزرے گا۔ سورہ دخان کی آیت میں حق تعالیٰ نے اس رات کو لیلۃ مبارکہ کے نام سے ارشاد فرمایا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا ۚ﴾ (الدخان:4،5)

’’اس رات میں طے کر دیا جائے گا ہر کام حکمت والا (یعنی) ہماری طرف سے حکم ہو کر۔‘‘

اس رات کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ نزول قرآن اس رات میں ہوا اور در منثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ سنن بیہقی میں حضرت انس ؓ کے واسطے سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے: ’’شب قدر میں جبریل امینؑ فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر و عبادت میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔‘‘

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے قیام کیا شب قدر میں ایمان کے ساتھ، خالص ثواب کی نیت سے کہ کوئی دنیوی غرض نہیں۔ اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔‘‘ قیام کرنے سے مراد کسی عبادت میں لگنا ہے جس میں نماز پڑھنا بھی داخل ہے اور ذکر و تلاوت وغیرہ بھی۔

گناہوں کی معافی کے متعلق شریعت کا اصل ضابطہ یہ ہے کہ صغیرہ گناہ تو نفلی عبادات اور دوسری عبادات اور دوسری نیکیوں کے ذریعے بھی خود بخود معاف ہو جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صغیرہ کی معافی کی قید نہیں لگائی بلکہ عام رکھا ہے۔ اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ اول تو مومن سے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونا بہت بعید ہے اور اگر ہو بھی گیا ہو مومن کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک توبہ نہ کر لے اور فرض کرو کہ پہلے غفلت ہوتی رہی تھی اب جبکہ شب قدر میں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہے اور اس سے اپنی مغفرت کی دعا اور دوسری مرادیں مانگ رہا ہے۔ تو یقیناً اس کو اپنے پچھلے کیے ہوئے گناہوں پر ندامت و شرمندگی بھی ہو گی اور آئندہ ان سے بچے رہنے کا پختہ ارادہ بھی کرے گا اسی کا نام توبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی عبادت کے لیے پچھلے گناہوں سے توبہ لازم و ملزوم ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت صدیقہ عائشہ ؓ نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ آج شب قدر ہے تو میں کیا دعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا کرو۔

((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ))

’’اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، پس ہمیں معاف فرما دے۔‘‘

اس حدیث میں شب قدر کی سب سے بڑی عبادت توبہ ہی کو قرار دیا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس مبارک رات میں اپنے سب پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور معافی مانگنے کا پورا اہتمام کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتیازی انعام ہے کہ ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کے برابر نہیں بلکہ اس

سے بھی زیادہ کر دیا ہے۔ ایک ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں۔ پھر اس میں رحمت کے فرشتوں کا نزول اور عبادت گزار کے لیے رحمت کی دم بدم دعائیں بھی ہیں اور تمام گناہوں سے مغفرت کا وعدہ بھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ منادی بھی ہوتی ہے کہ ہم سے جو دعا مانگی جائے گی قبول کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کی برکات سے محروم رہا، وہ ہر بھلائی سے محروم رہا اور اس بھلائی سے صرف وہی شخص محروم ہوگا جو بڑا ہی بدنصیب ہو۔ یہ روایت ابن ماجہ نے حضرت انس ؓ سے نقل کی ہے۔

اب ایک سوال باقی رہ گیا ہے کہ مبارک رات کون سی رات ہے؟ اس کے متعلق اتنی بات تو خود قرآن کریم نے متعین کر دی ہے کہ یہ رات ماہ رمضان کی کوئی رات ہوگی اور رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں اس کی مزید توضیح و تعین بذریعہ وحی الٰہی اس طرح فرمائی کہ مشکوٰۃ میں بحوالہ بخاری شریف حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو“، یعنی اکیس، تیئیس، پچیس، ستائیس، انتیس۔ ان راتوں میں سے کوئی رات شب قدر ہوگی اور بعض روایات میں ستائیس شب کے متعلق مزید رجحان ثابت ہوتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ اسلامی احکام میں اکیسویں شب وہ کہلائے گی جو 20 تاریخ کے بعد 21 تاریخ سے پہلے آئے۔ اسی طرح 23، 25 وغیرہ کو سمجھئے اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکمتوں کو پورا کون دریافت کر سکتا ہے۔

یہاں بالتصریح کسی ایک رات کو متعین کر کے نہ بتلانے اور عشرہ اخیرہ رمضان کی پانچ طاق راتوں میں دائر کر دیتے ہیں۔ ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کے شوق عبادت اور فکر آخرت کی آزمائش ہو کر شب قدر کی برکات حاصل کرنے کے لیے ان پانچوں راتوں میں بیدار رہ کر عبادت کی کوشش کرے۔

غور کیجئے کہ سرکاری اور نجی ملازمتوں میں کتنی ملازمتیں ایسی ہیں کہ ان میں ملازم کو پوری رات بیدار رہنا پڑتا ہے۔ ہوائی جہازوں کے پائلٹ، ریلوے کے چلانے والے، رات کی شفٹوں میں کام کرنے والے، ملوں اور کارخانوں کے مزدور فانی فوائد اور چند ٹکوں کی خاطر کتنی راتیں جاگ کر گزارتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے صرف سال بھر میں صرف پانچ راتیں اتنی بڑی نعمت کے لیے جاگیں کہ تراسی سال چار ماہ کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ فرشتوں کی دعائیں ملیں گی۔ سب پچھلے گناہوں کی مغفرت حاصل ہوگی۔ دین و دنیا کی سب مرادیں حاصل ہوں گی تو کیا مشکل کام ہے اور قربان جایئے حق تعالیٰ کے فضل وانعام کے کہ ان راتوں میں بھی تمام رات جاگنا شرط نہیں ہے۔ کچھ سو بھی رہے تو اس مقصد میں خلل نہیں آتا۔

اور حضرت سعید بن مسیبؒ کی روایت تو یہ ہے کہ جو شخص اسی رات میں عشاء کی نماز باجماعت سے پڑھے۔ پھر صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی وہ بھی لیلۃ القدر کی برکات سے محروم نہیں رہتا۔ پھر یہ رات غروب آفتاب کے بعد سے شروع ہو جاتی ہے۔ جو لوگ بیمار یا بہت کمزور یا کم ہمت ہوں اور مغرب کے بعد سے ہی عبادت میں لگ جائیں۔ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھیں تو وہ بھی شب قدر کی خیر و برکت سے محروم نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان راتوں میں جاگنے اور عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بات مسلمانوں کو یاد رکھنی چاہیے کہ ایسی خاص راتوں میں اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے دعا تو سبھی کریں گے۔ ضرورت اس کی ہے کہ پورے ملک پاکستان بلکہ عالم اسلام کے سب مسلمانوں کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو تمام ظاہری اور باطنی فتنوں اور سب پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین! ☆☆☆

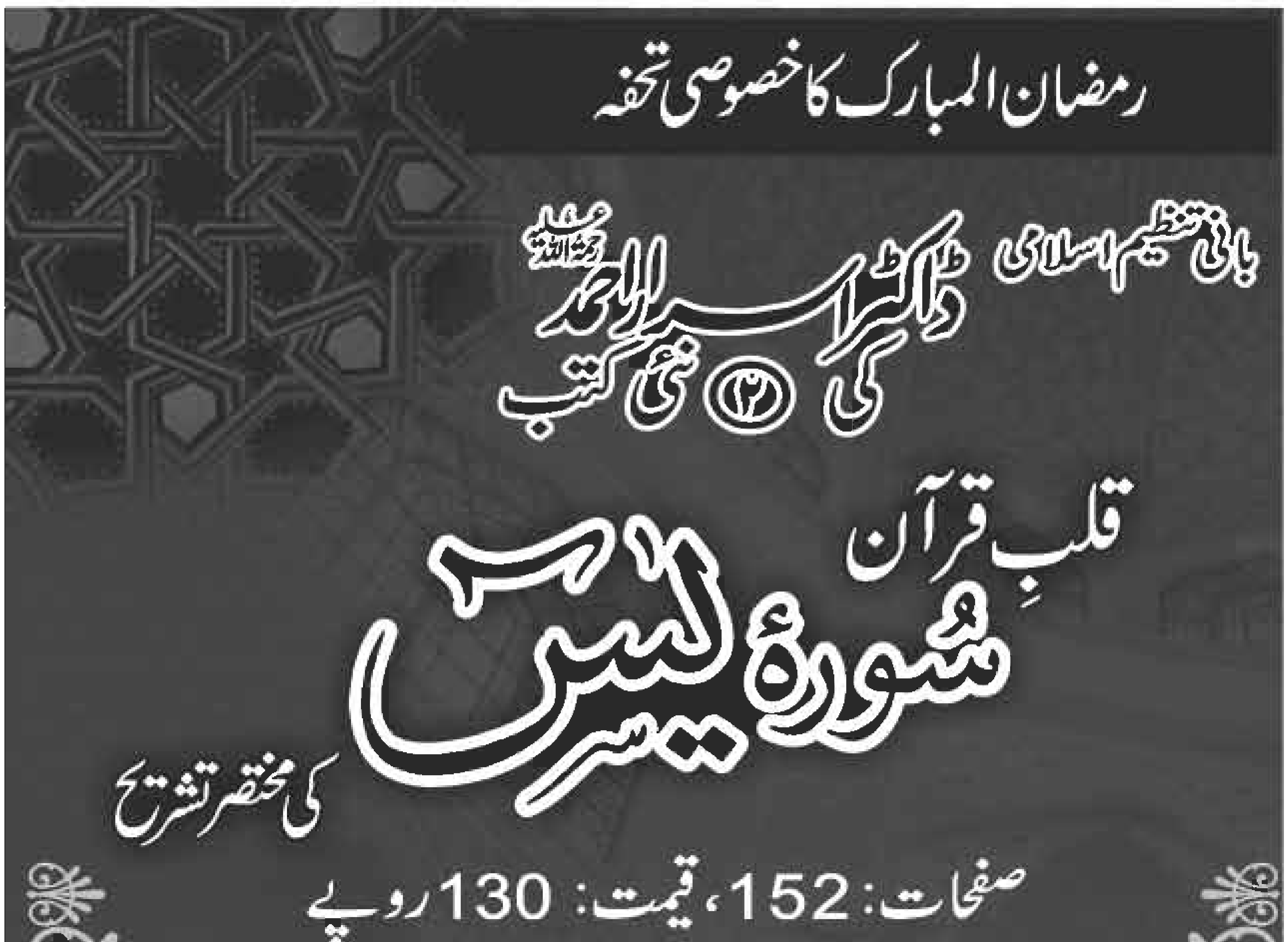

احکم الحاکمین کا دربار عالی شان اور احقر الحاقرین کے رویے

محمد سمیع

دنیا کے بادشاہوں کو تو چھوڑیں، یہ جو چھوٹے بادشاہ لوگ افسران کی صورت میں ہر جگہ موجود ہیں، ان تک رسائی کے لیے لوگوں کو کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں ہم میں سے ہر شخص اس سے واقف ہے۔ لیکن وہ جو احکم الحاکمین ہے، اس کی کیا شان ہے۔ یوں تو وہ ہر جگہ موجود ہے لیکن مساجد کو اگر اللہ کے دربار تصور کر لیے جائیں تو اس دربار میں رسائی کے لیے لوگوں کو کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ نہ کسی خصوصی اجازت نامہ کی ضرورت، نہ کسی پاس کی بلکہ بادشاہ حقیقی نے ہر مسجد میں اپنا ایک منادی مقرر کر رکھا ہے جو دن میں پانچ بار صدا لگاتا ہے کہ آؤ نماز کی طرف، آؤ بھلائی کی طرف۔ وہاں ہر ایک کی رسائی ہے۔ صالح و متقی ہو یا گناہ گار۔ وہاں کسی کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ کیا ایسا کوئی بادشاہ دنیا میں ہے جو اپنے باغیوں کو خود اپنے دربار میں بلاتا ہو اور اس کی سرکشیوں کے باوجود وہ اس پر اتنا مہربان ہو۔ اس احکم الحاکمین کے دربار میں کسی کے لئے کوئی پابندی نہیں۔ ہم مسلمانوں کی عظیم اکثریت جو اللہ کو اپنا رب تسلیم کرتی ہے، صرف ہفتہ میں ایک بار اس دربار کا رخ کرتی ہے بلکہ ایسے بھی ہیں جو صرف عیدین کی نماز میں حاضری لگاتے ہیں۔ وہ تو ان میں سے کسی سے فوری طور پر یہ بھی نہیں پوچھتا کہ تم اتنے دن کہاں غائب رہے۔ دنیوی درباروں میں تو درباریوں کی مختلف کیٹگریاں ہوتی ہیں اور بادشاہ سلامت کا رویہ ہر کیٹگری کے فرد سے مختلف ہوتا ہے۔ لیکن اس دربار میں کوئی کیٹگری نہیں ہوتی۔ ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز والا معاملہ ہوتا ہے۔ ان درباریوں میں صاحبان شب بیدار بھی ہوتے ہیں اور وہ کاروباری بھی جو رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی چیزوں کی قیمتیں آسمان تک چڑھا دیتے ہیں کیونکہ یہی تو ان کے لئے سال میں کمائی کا ایک موقع ہوتا ہے۔ پہلے یہ سنا کرتے تھے کہ کہنے والا کہتا تھا کہ چوری میرا پیشہ اور نماز میرا فرض ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے دربار میں وہ کاروباری بھی ہوتے ہیں جو نیکی کے سارے کام کرتے ہیں لیکن بزنس کے مروجہ طریقوں مثلاً رشوت، ذخیرہ اندوزی، غیر معمولی منافع خوری، انڈر انوائسنگ، اوور انوائسنگ وغیرہ وغیرہ پر پوری طرح عملدر آمد کرتے ہیں۔ شاید اُن کا تصور یہ ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اور نماز پڑھنا ان کی مجبوری ہے کیونکہ یہ ان پر فرض ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے جلو میں نیکیوں کی برسات لے کر نازل ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کے زمانے میں لوگوں میں عبادت کا ذوق و شوق دیدنی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے لوگوں کو نماز بالخصوص نماز تراویح میں شرکت کا شوق پیدا فرماتا ہے۔ وہ مساجد جو سال بھر نوحہ خواں ہوتی ہیں کہ نمازی نہ رہے، وہ بھر جاتی ہیں۔ یہ تو عوام الناس کا معاملہ ہوتا ہے ایسے لوگ بھی ہیں جو سہ روزہ، دس اور پندرہ روزہ تراویح کی نمازوں میں شرکت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کیونکہ انہیں اپنے کاروبار کو روزانہ گھنٹہ سوا گھنٹے بند کر کے اپنے کاروبار میں خسارہ منظور نہیں ہوتا۔ حالانکہ حدیث مبارک میں دن کے روزے اور نماز تراویح میں رات کے قیام کو مساوی قرار دیا ہے اس فرق کے ساتھ کہ دن کا روزہ فرض ہے اور نماز تراویح نفل نماز ہے۔ اکثر مساجد میں دیکھا جاتا ہے کہ پہلے پندرہ روز تو بڑی تعداد میں نمازی ہوتے ہیں پھر یہ تعداد بتدریج گھٹتی چلی جاتی ہے اور آخری عشرہ جو جہنم سے نجات کا عشرہ کہلاتا ہے، اس میں لوگ شاپنگ وغیرہ میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پھر شوال کے پہلے روز سے ہی مساجد حسب معمول ویران نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ رمضان کی برکت سے لوگ اپنے گناہوں کے بخشوانے سے محروم ہوتے ہوں۔ یقیناً رحمٰن کی رحمت اس ماہ میں اپنے عروج پر ہوتی ہے گویا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ لیکن آخر کار کیا بات ہے کہ رمضان کے فوراً بعد لوگ اپنے معمول کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نمازیں صرف رمضان المبارک میں اللہ نے فرض قرار دی ہیں؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ یا لوگوں کو رمضان المبارک کے بعد نماز سے استثنیٰ مل جاتا ہے؟ ایسا بھی نہیں ہے۔ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نماز کے بغیر ان کے روزے قبول نہیں ہوں گے؟ اس لیے اس ماہ مبارک میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

آخر کیا بات ہے کہ رمضان کے بعد اللہ کا دربار معمول کی طرف لوٹ آتا ہے۔ عام نمازوں میں اگر تین چار یا زیادہ سے زیادہ پانچ چھ صفیں ہوتی ہیں۔ اور فجر کی نماز میں ڈیڑھ دو صفیں ہی بھر پاتی ہیں۔ قرآن کی تلاوت اگر رمضان المبارک میں روزانہ ہوتی ہے تو عام دنوں میں کبھی کبھار ہی یہ موقع لوگوں کو میسر آتا ہے جب حصول و ایصال ثواب کا خیال ہمارے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جب ہمارا کوئی عزیز ہمیں داغ مفارقت دینے جا رہا ہوتا ہے تو ہم اس کے سامنے سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کر دیتے ہیں یا اس کے مرنے کے بعد قرآن خوانی کی محفلیں برپا کرتے ہیں۔ ہم لوگ غور کیوں نہیں کرتے کہ احکم الحاکمین کا دربار تو ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ توبہ کا دروازہ بھی ہر وقت کھلا ہے لیکن ہماری یہ کیسی محرومی ہے کہ ہم اللہ کے دربار سے دن بدن دور ہوتے جا رہے ہیں؟ ہم میں سے ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہے کہ مجھے جنت الفردوس میں داخل فرما دے۔ جنت الفردوس کا دروازہ ہمارے لئے کیسے کھلے گا جب کہ اس کی چابی ہم نے حاصل نہ کی ہو۔ حضور ﷺ کے اس فرمان سے ہم سب واقف ہیں کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔

کیا ہوگا اس وقت جب ہم پر خدانخواستہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں فرد جرم عائد ہوگی کہ تم نے میرے دین کی بنیاد کو ڈھا دیا تھا۔ دنیا میں تو مجرم فرد جرم قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور سزا سے بچنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا۔ لیکن اللہ کے دربار میں کسے یہ برأت ہوگی کہ وہ فرد جرم کے قبول کرنے سے انکار کر دے۔ وہاں تو نہ کسی کی سفارش میسر ہوگی اور نہ کوئی ہمارا مددگار ہوگا اگر ہم نے نماز ترک کر کے دین کی بنیاد کو ڈھانے کی سعی کی ہوگی۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز دین کی بنیاد ہے اور جو نماز نہ پڑھے وہ دین کی بنیاد کو منہدم کر دیتا ہے۔ دنیا دار العمل ہے جبکہ آخرت میں عمل کا کوئی موقع نہیں ہوگا۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، یہاں ہم نے جو بویا ہوگا، وہاں وہی کاٹنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے تقاضوں کا فہم عطا فرمائے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یارب العالمین۔

☆☆☆

The External Debt of Pakistan

Trend from May 2013 through April 2017…

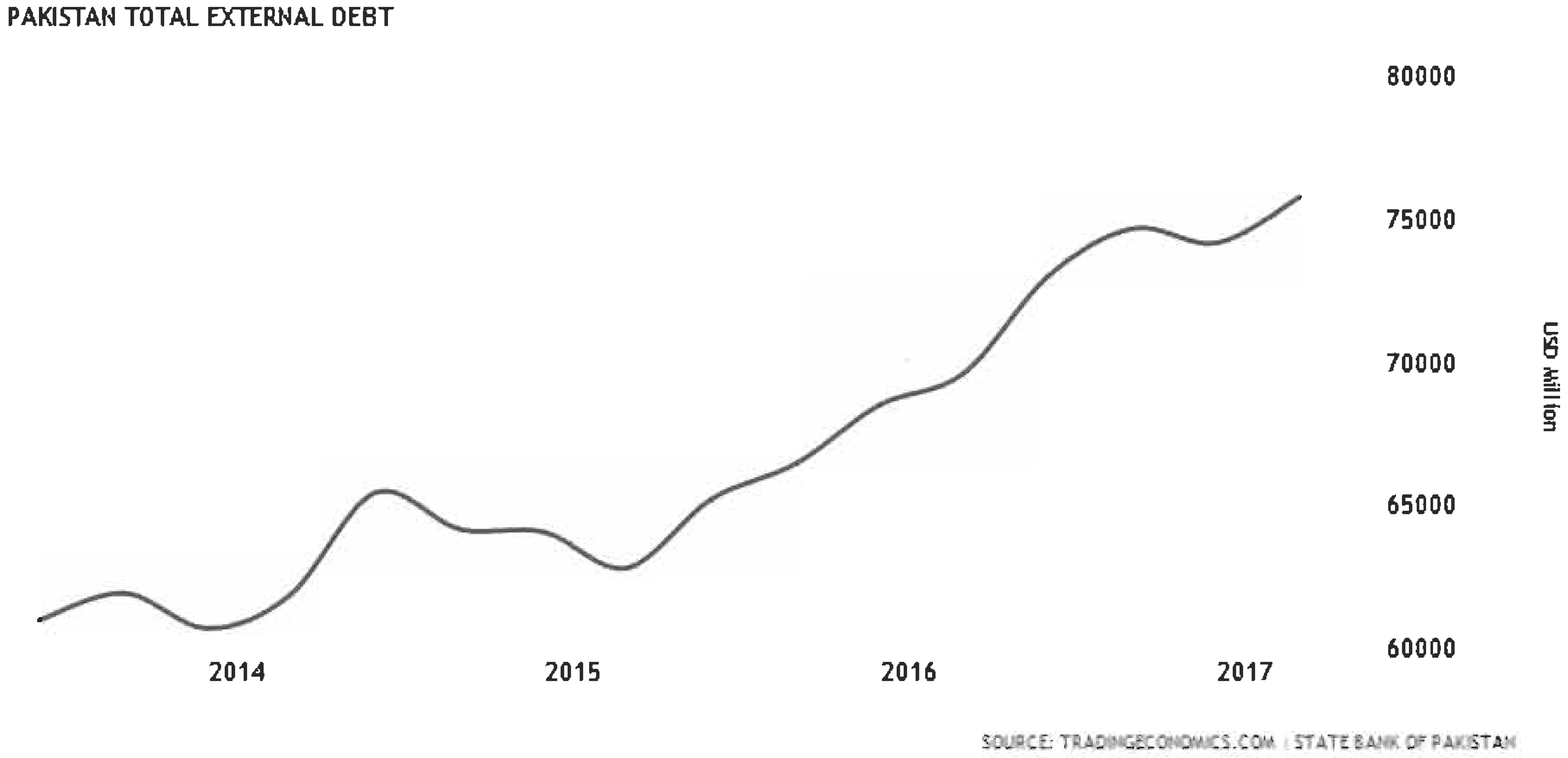

Source: ***State Bank of Pakistan***

Summary:

Total External Debt of Pakistan as of May 2013	=	63456 Million USD
Total External Debt of Pakistan as of April 2017	=	77890 Million USD
Gross Increase in External Debt over 4 years	**=**	**14434 Million USD**

Compiled by: ***The editorial team of Nida e Khilafat***

==

Note: This item is a part of the series to inform our readers about the economic quandaries of Pakistan and the damage that borrowing from international money-lenders (external debt) and the subsequent interest (riba) paid on it has done to the economic, political and social fabric of our country.

داخلے جاری ہیں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

(پارٹ I اور II)

رجوع الی القرآن کورسز

جاری کردہ **ڈاکٹر اسرار احمد** رحمۃ اللہ علیہ

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف و نحو
2. ترجمۂ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز 31 جولائی سے ہوگا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین و حضرات 31 جولائی کو صبح 8:30 بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

داخلہ کے خواہشمند 31 جولائی تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

نوٹ: پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ: **قرآن اکیڈمی**

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-35869501

email:irts@tanzeem.org

ندیم سہیل
0322-4371473

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.24

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore